

محدث

وَرَحِمَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
وَسِرِّ جَامِنِينَ

6/6



مجلس التحقيق الإسلامي كَارُون بَاوَن ١٤١٠ هـ

مَدْرِي أَعْلَى

حَافِظُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَدَنِي

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور حافظ عبدالرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۷۴۷۰۰

فون نمبر: 035866476 / 3586639 - 042 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالِحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

۶۹

لاہور

محدث

ماہنامہ

ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

(فون) صدر دفتر: ۳۵۴۲۵۰

جلد ۶

جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ

عدد ۶

رسول مقبول نمبر (اول و دوم)

ایک عظیم اور یادگار تاریخی پیشکش

☆ ممتاز اہل علم و قلم کی نگارشات ☆ نادر مضامین اور نعتوں کا گلدستہ

☆ منفرد علمی آب و تاب کے ساتھ ☆ جامع اور مثالی شاہکار

سائز ۲۰ x ۲۶

صفحات: ۴۳۲

سفید کاغذ، نفیس کتابت، آفٹ کی حین طباعت، سرورق دورنگا آرٹ پیپر

رسول مقبول نمبر حصہ اول مع ضمیمہ: ۷ روپے رجسٹری ڈاک ۱ روپیہ

رسول مقبول نمبر حصہ دوم: ۹ روپے رجسٹری ڈاک ۱ روپیہ

☆ رسول مقبول نمبر مکمل بذریعہ رجسٹری ڈاک محفوظ صورت میں گھر بیٹھے ۱۶ روپے میں حاصل کیجیے۔

☆ محدث کا ذریعہ سالانہ ۱۵ روپے ہے۔ منتقل خریداری قبول کرنے والوں کو رسول مقبول نمبر (۲)

عام قیمت میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

مجلس التحقیق الاسلامی - ۹۹ ڈاؤل ٹائون - لاہور

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴ - شارع قاضی جناح، لاہور

طابع: چودھری رشید احمد

ناشر: حافظ عبدالرحمن مدنی

فی پریس ۱۶۵۰ روپیہ

زر سالانہ: ۱۵۶۰ روپے

فہرست مضامین

- ۱۔ فکر و نظر ... فحاشی اور عریانی کا انسداد - حکومت کا فریضہ ہے ... ادارہ ۳
- ۲۔ التفسیر والتعبیر ... سورة البقرہ (۱۸) مولانا عزیز بیدی ۸
- ۳۔ السنۃ والحديث ... عالم اسلام کے سیاسی سربراہوں کے نام (۳) ... ادارہ ۲۵
- ۴۔ آل عمرہ و آل کثیفہ حکم ہے .. (نظم) مولانا عبدالرحمان عاجز ۳۰
- ۵۔ الاستفتاء ... خون کی حرمت اور طہارت، مہونہ زمین کی پیداوار ... دارالافتاء ۳۱
- ۶۔ قرارداد مذمت ... مدینہ یونیورسٹی کے طلباء کی طرف سے .. نائنہ محدث (سودی سب) ۴۲
- ۷۔ تذکرہ مشاہیر ... سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ - شخصیت اور یادیں ... سلیم تابانی ۴۴

نادر علی کتابیں

ہمارے کتب خانہ میں ہر قسم کی نادر علمی کتب مدرس نظامی، تفسیر و حدیث، متون و شروح، تعلیقات و سواشی، شعر و ادب، تاریخ و سیر، طب و حکمت، تصوف و اخلاق، دوا وین و کلیات، عربی، فارسی، اردو کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ اہل علم خدمت کا موقع دیں۔

نادر علی کتابوں کا عظیم مرکز

سُبْحَانَہٗ اَکْبَرُ ۱۹۔ اُردو بازار لاہور



عربانی اور فحاشی کا انسداد۔ حکومت کا فریضہ ہے

دنیا شروع سے دو انتہاؤں کی طرف چلی گئی ہے۔ ایک نے زندگی کے اخلاقی اور باطنی پہلو کی اصلاح اور دوستی پر نظر کو مرکوز رکھی، جیسے عیسائیت اور بدھ مت اور اجتماعی زندگی کو جمہور کی خواہشات کے تابع بنا کر رکھ دیا۔ دوسرے نے اخلاقی نظام اور باطنی پہلو سے آزاد و رکز زندگی کے خارجی پہلو کے چند گنے چنے امور کو سامنے رکھا، جیسے مغربی اقوام کا حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کے ہاں فرد اور جماعت یا فرد اور حکومت کے تعلقات متعین نہیں ہیں، اور جتنے ہیں بس ایک طرفہ ہیں۔

صرف اسلام ہی ایک ایسے مبارک نظام حیات کا حامل ہے جس میں دین اور دنیا کی ساری برکات، خوات اور صالح ملکات یکجا جمع ہیں۔ وہ خیر و شر کے سلسلے کی مکمل ہدایات عطا کرتا ہے۔ تمدن اور معاشرت، فرد اور جماعت کے لیے ایک ایسی جامع اساس مہیا فرماتا ہے جو ان کو دارین کی سعادت، نیک بختی اور عافیتوں کی یقینی ضمانت پیش کرتی ہے۔ مگر افسوس! کچھ عرصہ سے اس مبارک نظام کی دراشت جن کے ہاتھ میں آئی انھوں نے اپنے غلط تعامل کے ذریعے اس کا تحلیل یوں بگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ اب وہ بھی انہی دو انتہاؤں میں سے ایک انتہا ہو کر رہ گیا ہے، جن کی خود اس نے اصلاح کی تھی۔ عالم اسلام میں سے ایک آدھ ریاست کو چھوڑ کر باقی جتنے بھی مسلم ملک ہیں ان کا تعامل بھی اس پر گواہ ہے کہ اخلاقی اور روحانی اقدار کا احیاء اور تحفظ ان کے فرائض اور دائرہ کار کا حصہ نہیں ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ موجودہ سیاسی سیاسی امامت اور قیادت کے سلسلے میں امام اور رہنما کا صالح اور کتاب و سنت کا عالم ہونا کچھ ضروری نہیں تصور کرتے۔ اس لیے جیسی روح ویسے فرشتے۔ مملکت کی ساری شیرازی یعنی وزراء، حکام اور عمال کے لیے ”با خدا اور خدا ترس“ ہونا بھی غیر ضروری ہو گیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ محرب اخلاق اور اسلام دشمن اعمال، فحش اور منکرات اور ان کے سلسلے کی دوسری تحریکات،

ان کے ممالک کے اندر اگر زندہ رہی ہیں تو ریاست کی پوری مشینری میں ایک بھی شخص آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا جو ان کا نوٹس لے۔ بلکہ ان میں سے بعض پہلو ایسے بھی آپ دیکھیں گے جن کو خود ان حکومتوں کی سرپرستی بھی حاصل ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلمی رسالے و ادارے۔ ٹرسٹ کے اخبارات تعلیمی اور دوسرے اشاعتی ادارے جو کچھ کر رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ ان کو تا ہیوں کا اصل سبب لادین قیادت ہے، کیونکہ یہ قائدین نہیں جانتے کہ ملت اسلامیہ کسے کہتے ہیں اور اس کی قیادت اور امامت کے کیا معنی ہیں؟ ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ، حکمران اسلامی علم و عمل اور غیرت کے حامل ہوتے اور ان کے سامنے، بخش لٹریچر کے اندر گئے رہتے، بخش مسائل اور کتب کی درآمد جاری رہتی، منوط تعلیم ہوتی اور عربیاں چہروں کے ساتھ کالجوں میں نوجوان لڑکیاں زندہ بانی پھرتیں۔ معاشرہ خیز ڈراموں، فلموں اور نغموں کے بازار گرم رہتے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کو تو غیر نسل کے قلب و دماغ سے کھینچنے کی کھلی چھٹی ہوتی، مصوٰر عربیاں تصاویر اور جیاسوز پوزیشن کر سکتے، ننگی فلموں کو رواج ملتا اور ان کے ذریعے سفلی جذبات کو بھڑکانے کے سامان کیے جاتے۔ دیواروں پر مخرب اخلاق اور جیاسوز اشتہارات بھی دیکھنے میں آتے۔ مسجدیں ویران اور سینما آباد نظر آتے۔ تخریب زادلوں کے لیے گھر کی چار دیواری جیل بنی اور آبرو بٹہ ایکٹر سول کو زندہ باد کہا جاتا۔ ثقافتی جب گنگنانے پہ آتے تو یوں دریدہ دہنی کا ثبوت دیتے۔

لو کر چکا صدقین ترک اسلام

خطا طی نہیں اب ہے بنانا اصنام

ماتھے پہ وہ اب کھینچ رہا ہے تفتہ

کل لوح پہ بکھٹتا تھا جو اللہ کا نام

ایک معاصر کی رپورٹ کے مطابق ایک مملکت کے مصوروں کے شہ پاروں کی جو نمائش ہوئی

تھی، اس میں ایک مصوٰر نے جو نادر شاہ کا ریش کیے ان کی بعض تصویروں کے عنوان یہ تھے۔

حلاوت بوسہ، نفاس بوسہ، طہارت بوسہ، نزاکت بوسہ۔

کیا کوئی شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ: ایسے حکمران اس قسم کی خماسی، دیدہ دہنی اور عربانی برداشت

کر سکتے ہیں، جن کو ملت اسلامیہ کا ایمان، مملکت کا اسلامی دستور اور اسلامی مستقبل عزیز ہو

یا ان کے دل میں خدا اور رسول کی شرم اور خوف آخرت ہو؟ یا ان کی حکومت ان نوجوانوں کو پابجلا

کو کے جیل میں ڈال سکتی ہے، جو ملکی فضا کی پاکیزگی، طہارت اور ملک کے اسلامی تقدس کے لیے

استغاثہ کر کے گلی کوچوں میں نکل آئے ہوں، یقین کیجیے! قرآن حکیم نے اس کے خلاف اپنی نفرت کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ عزریا: اللہ میاں اس کا کبھی حکم نہیں دیتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُمِرُّ بِالْفَحْشَاءِ (اعراف) بلکہ حق تعالیٰ فحاشی اور قبیح کاموں سے روکتا ہے۔

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (پٹ - النحل ۳)

اور وہ (اللہ) بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتا ہے۔

بے حیائی کے کام اور ناشائستہ امور صرف وہ نہیں جن کو صرف موٹے عقل کے لوگ محسوس کرتے ہیں بلکہ وہ بھی فحاشی میں داخل ہیں جو دانشوروں اور ثقافتیوں کے ہاں لطیف تصور کیے جاتے ہیں اس لیے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ ذِي الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَاطِنٌ وَاِلَّا تَمَّ

(پٹ - الاعراف ۳)

(اے پیغمبر!) ان سے فرما دیں کہ میرے رب نے بے حیائی کے (سب) کاموں کو منع کیا ہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گنہ گار۔

ظاہری سے مراد تو وہی ہیں جو معروف ہیں اور سب جانتے پہچانتے ہیں، باطنی سے مراد تمام وہ امور ہیں جو ادبی، ثقافتی، سیاسی اور روانوی روپ میں کیے اور پھیلانے جاتے ہیں امدان کو اختیار کرنے کے بعد ناشائستہ اور بے حیائی کی راہیں بھی ناموس نہیں رہتیں۔

حمید بن ثور کے تذکرہ میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے شعر کو تشبیب (نام لے کر معاشقہ کا ظہار کرنے سے منع کر دیا تھا اور فرمایا تھا ورنہ قرے لگائے جاتیں گے۔

لا تشبب احد باحواة الاحبنة (امد الغابہ)

یہ وہ باطنی فحاشی ہے، جو اب ادب اور ثقافت کا حصہ بن گئی ہے۔

بھڑکیلا اور باریک لباس بھی باطنی فحاشی ہے۔ حضرت حفصہؓ کی اور مہنی (دوپٹہ) باریک فی۔ حضرت عائشہؓ نے دیکھ کر اسے چاک کر ڈالا اور موٹے کپڑے کی اور مہنی ان کو پہنائی۔

علیٰ حفصہ خمار رقت فشقہ عائشہ وکستھا خمارا کثیفا رموطا مالک)

نسائے کامیات عادیات رموطا مالک موقوفاً و مسلو مرفوعاً)

عورت کا جھک چھک کر لگانا بھی فحاشی ہے۔

ان المرأة اذا استعطرت فمرت بمجلس فہی کذا مکذا یعنی زانیہ (ترمذی)

ایسا امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا ريحها فهي زانية (النسائي)
عورت کا سخت ضرورت کے بغیر گھر سے نکلنا بھی فحاشی ہے۔

ليس للنساء نصيب في الخروج الا مضطرة (طبرانی) فاذا اخرجت استشرها
الشيطان (ترمذی - ابن مسعود) ان المرأة تقبل في صورة شيطان وتدبر في صورة
شيطان (رواه مسلم - جابر)

شراب کا کاروبار بھی فحاشی اور ناشائستہ کام ہے۔ حضرت عمرؓ نے وہ دکان پھونک دی تھی۔
ان عمر حرق بیت رویشد الشقی لانہ کان یبیع الخمر وقال ۛ انت فویق
حلت بمر ویشد (الطوق الحکیمہ) امام مالک اس کے جلانے کو پسند کرتے تھے۔ (ایضاً)
وہ رسائل، کتب اور اخبارات جو گمراہ کن اور جیسا سوز مواد پیش کرتے ہیں، انہ نے ان
کو پھاڑ ڈالنے اور جلادینے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلامؐ کے
ناراضی محسوس فرما کر تہریت کو جلاد ڈالا تھا۔

و كذلك لاضمان في تعريق الكتب المضلة و اتلافها قال المروزي قلت
لاحمد استعرت کتابا فيه اشياء و دینة تری ان اخرقه او احرقه قال نعم وقد
رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بيد عمر کتابا اکتبه من التوراة و اعجبه
موافقته للقرآن فتعروجه النبی صلى الله تعالى عليه وسلم حتی ذهب به عمر
الی التوراة لقاہ فیہ - (الطوق الحکیمہ ص ۲۵۴)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں جو بھی کتاب خلاف سنت مواد پر مشتمل ہو اس کے تلف کرنے کی
اجازت ہے۔

وکل هذا الكتب المتضمنة لمخالفة السنة غیر ما ذوق فیہا بل ما ذوق
فی معقہا و اتلافها و ما علی الامۃ اضرمہا (ایضاً)

حضرت امام ابن القیمؒ حکمرانوں کے فرائض کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ان کا سرکاری
فریضہ ہے کہ

غیر محرم مردوں اور عورتوں کو اختلاط سے روکیں۔

ومن ذلك ان ولی الامر یجب علیہ ان یمنع من اختلاط الرجال بالنساء فی
الاسواق والفرج و مجامع الرجال (ایضاً)

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو حین اور وافر لباس نہ دیا کرو ورنہ ان کا دل باہر نکلے گا چاہنے لگتا ہے :-

استغینو علی النساء بالعری ان احداھن اذا كثرت ثیابھا و حنت زینتھا
اجعیھا الخروج (ابن ابی شیبہ)

شرعی طور پر آلات اور تصاویر کا حکم یہ ہے کہ انھیں منائع کر دینا چاہیے۔ لیکن یہ باتیں اس صورت میں ہیں جب کوئی شخص اس پر قادر ہو یا قانون اس کا مزاحم نہ ہو، ورنہ ان کے انسداد کے لیے جو جائز اور ممکن طریقے ہو سکتے ہیں، وہ اختیار کیے جائیں اور حکومت کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ اپنے فرض منصبی کا احساس کرے اور ارباب اقتدار کو بتایا جائے کہ عریانی، فحاشی، منکرات اور بے حیائی کی روک تھام حکومت کے بنیادی فرائض میں داخل ہے۔ کیونکہ مجرموں کے ساتھ باز پرس و تفتیشوں سے بھی ہوگی جیسے اصحاب البیت کا شہر ہوا۔

كَلِمَاتٌ مَّا ذُكِّرُوا بِهَا الْاٰجِنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْرِ وَ اَخَذْنَا مِنَ النَّاسِ مِمَّا فَعَلُوْا مِثْرًا (پ۔ اعراف ع)

فحاشی کا ارتکاب یا اس کے لیے راہیں ہموار کرنا شیطان کا کام ہے۔

يَا مَعْشَرَ الْاٰمِیْنَ مَا تَلْعَشْ اِنَّكُمْ لَعٰشِرُونَ (پش۔ النور ع)

تمہیں ان کے نقش قدم پر نہیں چلنا چاہیے۔

لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ (الفہ)

ان کی تباہ کاریوں کا نظارہ کرنا ہر توبہ نسی اسرائیل کو دیکھو۔

كَانُوا لَا یَتَنٰهَوْنَ عَنْ مُّسْکِرِ فَعْلٰکَ (مائدا ع)

وَتَاوَلُوْا فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُکْرِ (عنکبوت ع)

اللہ تعالیٰ کو کھلے بندوں براٹیوں کا چرچا تو بالکل پسند نہیں۔

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْرِ (ع)

جب کھلم کھلا برائی اور فحاشی کی باتیں ہوں تو اس کے معنی ہوں گے کہ حق، شرافت، نیکی و بگٹی ہے، بدی، بدکار اور سماج دشمن افراد کا غلبہ ہے جو ہر حال کسی قوم کے لیے یہ نیک نگوں نہیں تصور کی جاسکتی۔

التفسیر والتعبیر
مولانا عزیز زبیدی دار پٹن

سُورَةُ بَقَرَةَ

(قسط ۱۸)

وَأَمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أُولَٰ
كَافِرِيهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ
تَهَابَسُ پَاس ہے اور (سب سے) پہلے اس کے منکر نہ بنو اور ہماری آیتوں کے معاوضے میں تھوڑی قیمت (یعنی
فَاتَّقُونَ ۝ وَلَا تَلْسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ
دنیاوی فائدے) حاصل نہ کرو اور تم ہی سے ڈرتے رہو اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈ مڈ نہ کرو اور جان بوجھ کر
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَ
حق بات کو نہ چھپاؤ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو لوگ ہمارے حضور

ادِّكُوا مَعَ الرَّاٰكِعِيْنَ ۝

میں (بوقت ادا کرنے نماز) جھکتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

۱۱ مَا مَعَكُمْ (جو کتاب تمہارے پاس ہے) وقت اور حالات کے مختلف دواعی اور مقتضیات
کے مطابق جزوی اختلافات کے باوجود آسمانی کتابیں، ایک ہی سنہری سلسلے کی سنہری کڑیاں ہیں، جو ہم
بالکل مربوط ہیں، ان میں سے کوئی بھی کتاب دوسری آسمانی کتاب کی حریف اور رقیب نہیں ہے،
اس لیے جو بھی کتاب آتی ہے وہ ہمیشہ پہلی کتاب کی مصدق ہی رہی ہے۔ اگر یہ بھی ایک پیشہ اور کاؤز با
ہوتا تو یقیناً پچھلی کتاب پہلی کتاب کی تنقیص پر اپنے مستقبل کی بنیاد رکھتی، جیسا کہ اس تلاش کے لوگوں
کا دستور ہوتا ہے۔ ہمارے لیے ان کا یہ اسلوب نظر ان کی صداقت اور حقانیت کی ایک دلیل ہے۔

فرمایا اس قرآن پر ایمان لائو جو پہلے منزل کتابوں کا مصدق بھی ہے۔ گویا کہ بنیادی تعلیم سب کی ایک ہی ہے، اس لیے جو ایک معینۂ آسمانی کا منکر ہے وہ دراصل اپنی اس آسمانی کتاب کا بھی منکر ہے جس کے ماننے کا وہ بھی مدعی ہے۔

شہ اول کا جزو پہ (اس کے پہلے منکر) یعنی یہ قرآن جو ہم نے نازل کیا ہے اور وہ پہلی آسمانی کتابوں کا مصدق بھی ہے، اس کے انکار میں تم پہل نہ کرو۔ کیونکہ جو بعد میں ان کی دیکھا دیکھی ایسا کرے گا، اس کے وبال میں اس کو بھی حصہ ملے گا، مفسرین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ: یہ خطاب کن سے ہے؟ اکثریت کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مدینے کے امرا نسبی (یہودی) ہیں کیونکہ نسبتاً یہ اہل علم لوگ تھے، اس لیے لوگ بھی ان کی پیروی کرتے تھے۔ ہمارے نزدیک اس سے مراد مکہ اور مدینے کے سب فرقتے بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کے بلے میں عرب جو بھی راہ اختیار کرتے ہیں، بیرونی دنیا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس کا ہر دائرہ اپنے اس خارجی دائرہ کے لیے پہلی مثال قرار پا سکتا ہے، جو اس کے لیے سبب بنتا ہے۔ اگر اس کی اس اضافی حیثیت کو اختیار کیا جائے تو تنقید کی نسبت اس اطلاق میں زیادہ جامعیت ہوگی۔

۹ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالدُّنْيَا لِيل (اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو)

لبس۔ کپڑے سے اپنے کو ڈھانپ کر چھپا لینے کو لبس کہتے ہیں، یہاں مراد ایسی تدابیر اختیار کرنا ہیں جن کے ذریعے حق کا روشن چہرہ گھنا جائے اور اپنی اصلی آب و تاب کے ساتھ نمایاں نہ ہونے پائے۔ حق۔ علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ:-

اس کے اصل معنی موافقت اور مطابقت کے ہیں، جیسا کہ دروازے کی چول جو اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آ جاتی ہے کہ استقامت کے ساتھ وہ اس میں اپنے محور پر گھومتی رہتی ہے۔ قرآن میں اس کے استعمال کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ وہ ذات جو اقصائے حکمت کے مطابق چیزوں کو وجود بخشی ہے، یعنی ذات باری تعالیٰ۔

۲۔ وہ شے بھی حق کہلاتی ہے جو اقصائے حکمت کے عین مطابق پیدا کی گئی ہو۔

۳۔ کسی شے کے بارے میں اس طرح اعتقاد رکھنا جیسا کہ وہ نفس الامر میں ہے۔

۴۔ وہ قول اور فعل کہ جس طرح، جس مقدار میں اور جس وقت اس کے لیے ہونا ضروری ہو، دیے ہوئے وہ صادر ہو (مفادات) یہاں پر یہ سب معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

باطل۔ بیکار، ردی، لغو، بے اصل، بے نائدہ، نا پائیدار، اور حق کی بالکل ضد اس کے بالکل

الٹ اور برعکس چیز اور معاملہ کو باطل کہتے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ ایسا انداز اختیار نہ کیجیے کہ: حق اور باطل پر پردہ پڑ جائے اور دیکھنے والا یہ اندازہ نہ کر سکے کہ یہ حق ہے اور وہ باطل — اور اس کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً یہ کہ: ۱۔ ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ: ان میں سے کوئی چیز بھی اہم اور قابل اعتناء نہ رہے، نہ حق کہ اسے حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہو اور نہ باطل کہ اس کی مضریت اور بد نتائج سے احتراز کرنے کا کوئی داعیہ کھڑے نہ ہو۔

۲۔ یا یہ کہ تاویل، تخریف اور تبلیس کے ایسے چکر چلائے جائیں کہ حق یا باطل گننا جائیں اور ان کا پہچانا محال ہو جائے اور کسی لڑائی کے لیے دونوں کی حدود کو ملحوظ رکھنا ممکن نہ رہے۔

۳۔ نیک عملی کے ساتھ بد عملی کو گوارا کر لینے کی سکت پیدا کر دینا یا اس کا پیدا ہو جانا بھی تبلیس کی ایک مکررہ شکل ہے کہ اس کے بعد تدریج نیک عملی (حق) کا دائرہ گھٹتا جاتا ہے اور بد عملی یا بے عملی (باطل) کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ شیطان اس راہ سے سب سے زیادہ حملہ آور ہوتا ہے کیونکہ انسان اگر اپنی زندگی کے خاکہ میں اس اختلاط کو برداشت کر لیتا ہے تو وہ ذہنی طور پر مایوس ہو جاتا ہے، حقیقت پسند ہونے کے بجائے شیخ علی بن جاتا ہے اور بد عملی کے بد نتائج کا احساس کرنے کے بجائے ”سَيَعْمَلُونَ الْحَقَّ“ (اور تم حق کو نہ چھپاؤ) یہاں پر باطل کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ حق کا نام لیا ہے۔ کیونکہ

حق کی آمیزش سے باطل حق نہیں بن جاتا، باطل ہی رہتا ہے لیکن باطل کے امتزاج سے حق، حق نہیں رہتا باطل بن جاتا ہے مگر افسوس! جو دنیا اس قدر لطافت اور نفاذت پسند واقع ہو گئی ہے کہ اگر دودھ کے بھرے شے میں پیناب کی ایک بوند، بھرے نالاب یا کنوئیں میں ایک مردار چومایا، حلوے کی پی دیگ میں گندگی کا ایک ذرہ، زرق برق لباس پر داغ و صہبہ کا ایک نقطہ اور زعفران نار محض میں بدمرگی کا ایک بول برداشت نہیں کر سکتی، وہ زندگی کی پوری کائنات میں بد عملی کی منوں گندگی اور طہوں بدمرگی کو نہ صرف گوارا کر رہی ہے بلکہ معصیت کی اس مٹھانہ جیفہ، تعفن اور بلبوک و روح افزا کھجور حیات متعارف کے سارے جہد پر عمل بھی رہی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو محسوس ہو گا کہ یہ شکل اَتَوْهُمُونَ بَعْضُ الْبَعْثِ وَتَكْفُرُونَ بَعْضُ الْبَعْثِ کے اندیشے بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ فرمایا: یہ کتمان حق ان کی سادگی یا بے خبری کا نتیجہ نہیں بلکہ جان بوجھ کر ایسے کرتے ہیں، اور صورت حال کے وضوح کے باوجود ایسا کرتے ہیں۔ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (پ۔ بقرہ ۸)

لَهُ وَارْتَمُوا مَعَ الْكَافِرِينَ (جو میرے حضور میں، بوقت نماز جھکتے ہیں، ان کے ہمراہ تم بھی جھکا کرو) یعنی نماز باجماعت پڑھا کرو، اگر کوئی پاس نہ ہو اور دیر اندیش ہو تو بتکبیر کہہ کر کھڑے ہو جاؤ، مگر شریک نماز ہو جائیں گے تمہاری جماعت ہو جائے گی۔

اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انفرادی سے زیادہ اجتماعی عمل کی وقعت زیادہ ہے، دوسرا یہ کہ معیت کے لیے صرف ان لوگوں کا انتخاب کرنا چاہیے جن کا رخ رب العلیین کی طرف ہے، باقی رہے تنہو چھتو، تو ان کی معیت خیران اور ابتلا کا موجب تو ہو سکتی ہے فوز و ملاح کا زینہ نہیں۔

بنی اسرائیل کا مجموعی کردار

ان نوازشات، کمالات، معادلات، تلقینات اور دعوات کے باوجود بنی اسرائیل کا مجموعی کردار شرمناک رہا ہے۔ انہوں نے خدا سے جیا نہیں کی اور نہ ہی اس کے فضل و کرم کا کچھ احساس کیا ہے۔ قرآن عظیم اس سلسلے کے شکوہوں سے بھرا پڑا ہے۔

خدا کو ٹھوک بجا کر ماننے کی ریت۔ خدا ایک ایسی ذات پاک ہے جو انسانی احساسات اور عقل و ہوش سے واداء الراء ہے، اسے صرف اس کی صنعتوں اور قدرتوں کے آئینے میں دیکھا جاسکتا ہے یا اس کے فرستادوں کی رہنمائی کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے، مگر بنی اسرائیل نے اس کے بجائے ایمان لانے کے لیے، خدا کو پہلے ٹھوک بجا کر اطمینان کر لینے کی شرط ہی عائد کر ڈالی تھی کہ: دیکھو تو مانوں، گویا کہ ان کے نزدیک خدا بھی جنس بازار کی کوئی چیز ہے۔ دیکھیں گے پسند آگئی تو بہتر ورنہ نہ سہی۔

يٰمُوسٰى اِنِّىْ نُوْحِن لَّكَ حَاجَتَا سَرٰى اللّٰهُ جَهْرَةً دِب - (بقراءۃ)

فَقَالُوا اِنَّا اللّٰهُ جَهْرَةً دِب - (النساء ۲)

آپ کہیں گے کہ خدا کو دیکھنے کا مطالبہ کچھ برا نہیں ہے، آخر حضرت موسیٰ نے بھی مطالبہ تو کیا ہی تھا، ایک مطالبہ دیدار یا رہ کے شوق اور عشق و مستی کا نتیجہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا تھا اور ایک ٹھوک بجا کر دیکھنے کا ہونا ہے، جیسا کہ ان اسرائیلیوں کا تھا۔ پہلے پر غصہ نہیں آتا، پیسا آتا ہے، دوسرے پر غصہ آتا ہے، اس کے علاوہ اگر خدا نظر آ بھی جائے تو نگاہ پیغمبر کے لیے تو یہ بات وجہ تسلی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ خدا شاہ ہوتے ہیں لیکن دوسروں کے لیے وجہ اطمینان کی کیا بات ہوگی؟ جن لوگوں کو پتہ بھی خدا دکھائی دیتے ہیں وہ خدا کا کیا اندازہ کر لیں گے کہ یہ واقعی خدا ہے؟ پہلے کسی نے اسے دیکھا نہیں، کہ اب انہیں بتائے کہ ہاں یہ وہی خدا ہے۔ نہ خداؤں کی کہیں منڈی لگتی ہے کہ دیکھ کر انسان

یہ باور رکھو کہ خدا ایسا ہوتا ہے، لہذا یہ بھی خدا ہے۔

بچھڑا بھی خدا۔ جدت طرازی یہ کہ ٹھوک بجا کر دیکھ بغیر خدا کو نہیں مانیں گے، مگر سچی کا یہ عالم کہ اپنی جبین نیاز کے لیے آستان بھی تلاش کیا تو بچھڑے کا کیا۔

ثُمَّ اتَّخَذَ اللَّهُ الْعَجَلِ مِنْ بَعْدِهِ دَأْسًا تَمِطِلُونَ (پ۔ بقراءۃ)

غور فرمائیے! کہ ان کی خدا فہمی کا کیا عالم ہے؟

کاغذوں میں لکھی ہوئی کتاب لاؤ۔ اے پیغمبر! آپ کے واسطے سے سہی، بہر حال خدا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب، ہم پر نازل کرنے کا اہتمام کرو، وہ اتر رہی ہو اور ہم اسے دیکھ رہے ہوں کہ وہ نازل ہو رہی ہے۔

يَجْعَلُ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ كِتَابٌ مِنَ السَّمَاءِ (النساء ع)

دراصل یہ عجوبہ پسندی اور مظاہر پرستی کی باتیں ہیں، حقیقت شناسی کے لیے بے چینی نہیں ہیں، اس لیے ان کی شنوائی نہیں ہو رہی۔

ہمارے قلب پہلے ہی معمور ہیں۔ خدا کے پیغمبر جب ان کو خدا کی باتیں سنا تے ہیں تو چاہتے ہیں کہ انسانوں کی طرح کم از کم انھیں من ہی لیں، مگر اس کے بجائے ان کا کہنا ہے کہ:

۱۔ ہمارے دل علم و عرفان کے پہلے ہی گنجینے ہیں، اے رسول عربی! ہم آپ کی تعلیمات کے محتاج نہیں ہیں۔

۲۔ دوسرا یہ کہ ہم کان کے کچے نہیں ہیں کہ جس کی سنی اس کے پیچھے ہو لیے۔ ہم تو اپنے قلب و لگاؤ کو محفوظ رکھتے ہیں۔

قَالُوا أَتُؤْتِينَا غُلْفًا (پ۔ بقراءۃ)

یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ گھر بیٹھ کر ایک کتاب مرتب کر لیتے اور لوگوں سے کہتے کہ یہ

رب نے نازل کی ہے، گو یا کہ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے رسول! جیسی کچھ کتاب آپ پیش کر رہے

ہیں، ایسی تو ہم بیسیوں پیش کر سکتے ہیں، یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یا اپنے ہاتھ سے

لکھ کر کتاب کے نام پر نندگانِ خدا کا استعمال کرنا چاہتے ہیں، بہر حال جہلی کتاب لکھ کر منزل من اللہ

مشہور کر کے لوگوں کو پیش کرتے تاکہ وہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ نہ دیں اور ان کی اپنی

ہی دکان چکے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا

بِهَ ثَمًّا قَلِيلًا (پ۔ بقرة ۴)

تحریف کتاب۔ اگر اپنے ہاتھ سے کھنڈے والا داؤ نہ چلتا تو پھر خدا کی اصلی کتاب میں ٹانگے لگاتے مطلب کے معنی پیدا کرنے کے لیے اس میں (۱) معنوی تحریف کرتے (۲) یا الفاظ کتاب میں حسب مطلب رد و بدل کر دیتے۔

يَحْرِفُونَ الْكِتَابَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (پ۔ النساء ۴)

يَسْعَوْنَ كَلِمَاتٍ لِّيُحْرِفُوهُ مِنْ لَعْنٍ مَا عَمِلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (پ۔ بقرة ۴)

سنتے ہیں مگر مانیں گے نہیں۔ بغرض محال اگر وہ کچھ بھی نہ کر سکتے تو آخری داؤ کے طور پر یہ کہہ ڈالتے کہ جاٹے! جاٹے! آپ کی بات سن لی یہ ہمارے کام کی چیز نہیں ہے۔
وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ایضاً)

بیٹھا بیٹھا ہپ کڑوا کڑوا ٹھو! اگر کچھ مانا بھی تو بیٹھا بیٹھا ہپ کڑوا کڑوا ٹھو کے مصداق

أَمْ تُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (پ۔ بقرة ۴)

أَفَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ مِمَّا لَا تَهْوَى الْأَفْئُكُ اسْتَكْبَرْتُمْ (بقرة ۴)

ہماری بھی سنیں۔ پیغمبر خدا سے کہتے کہ آپ جو رات دن ہمارے کان کھاتے رہتے ہیں، اب ہمیں بھی وقت دیجیے! کچھ ہماری بھی سن لیجیے!
وَأَسْمِعْ عَذَابَهُمْ (ایضاً)

تکذیب اور قتل۔ اللہ کی ذات، اس کی کتابوں کے ساتھ جو سلوک کیا آپ نے دیکھ لیا، اس کے فرستادوں کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ بھی ان سے کچھ کم سنگین نہیں تھا، پہلے ان کی تکذیب کی، اگر انبیاء و کرام علیہم السلام جو مومن تھے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

فَقَرَّبْنَاكَ لَهُمْ وَفَرِّقْنَا بَيْنَهُمَا تَفْشُلُونَ (پ۔ یقوة ۴)

بات ایمان کی نہیں قبیلے اور خاندان کی ہے۔ اصل روگ یہ تھا کہ: ان کو ایمان سے دلچسپی نہیں تھی، بلکہ انہیں اپنی خاندانی روایات پر اصرار رہا ہے، گھر کی بات ہے تو گونگٹ ہے جان ایمان ہے، اگر ایمان کی بات ہے اور گونگٹ ہے، ان کے لیے بے کار ہے۔

قَالُوا اتُؤْمِنُ بِمَا آتُونا عَلَيْنَا وَنُكْفِرُ بِمَا وَدَّاعَا وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

لِمَا مَعَهُمْ (پ۔ بقرة ۴)

تورات پر بھی نہیں چلتے۔ ان کی یہ باتیں کہ ہم پر جو نازل ہوا، ہم صرف اسے مانیں گے، صرف باتیں ہی

باتیں تھیں، کیونکہ تورات جو ان پر نازل ہوئی، وہ اس کے احکام پر بھی نہیں چلتے تھے۔

وَعِنْدَ هَٰذَا تَوَدَّٰهُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ (پ۔ مائدہ ۴)

ان کو دنیوی زندگی عزیز ہے۔ ان کو ایمان اور آخرت نہیں، دنیا عزیز ہے، اس لیے اگر ضرورت پڑی ہے تو ایمان بیچ کر دنیا کمائی ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوْا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ (پ۔ بقرہ ۸) وَلَٰكِنْ تَتَذَكَّرُوْنَ

اَحْرَصَ النَّاسُ عَلَىٰ حَيٰوةٍ (پ۔ بقرہ ۸) وَلَيْسَ مَا شَرَوْهُ بِاَنْفُسِهِمْ (پ۔ بقرہ ۸)

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا لَيَلِيَتْ لَنَا مِثْلَ مَا اَوْقٰ قَارُوْنَ اِنَّهٗ لَسَوْ وَحِطَ

عَظِيْمٌ (پ۔ قصص ۸)

ان کی قبیح خواہش صرف یہ بات نہیں کہ اپنی ذات کی حد تک ایمان کے بارے میں چور ہیں بلکہ چاہتے ہیں

کہ: آپ سے بھی آپ کا ایمان چھین لیں۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُوْكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كِفٰارًا (پ۔ بقرہ ۸) مَا يَوَدُّ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُسْئَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رِّبْكَ (پ۔ بقرہ ۸)

اَنْ يُطِيعُوْا فَرِيْقًا مِّنْ الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْكِتٰبَ يَرُوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كُفْرًا (پ۔ آل عمران ۸)

وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں گمراہ کر دیں۔

وَدَّتْ طٰٓئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْكُمْ وَاَوْفِيْضُوْا اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا

يُضِلُّوْنَ (پ۔ آل عمران ۸)

پھونکوں سے چراغ بجھاتے ہیں۔ پھونکوں سے وہ چراغ بجھانا چاہتے ہیں جو رب نے روشن کیا ہے

لیکن انشاء اللہ بجھایا نہ جائے گا بلکہ اس کی اور تکمیل ہوگی کیونکہ روشنیاں پھونکوں سے مزید روشن

ہو کر بقعہ نور بن جاتی ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُطِغُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَنْفُوْهِهِمْ دِيّٰرِي اللّٰهِ اَلَا يُبَيِّنُ اللّٰهُ نُوْرًا (پ۔ توبہ ۸)

گویا کہ یہ روحانی ”لو“ ہیں جو دلوں کی ایمانی دیرانی کے متنی رہتے ہیں۔

قبیح طرز عمل۔ یہ صرف ان کی خواہش ہی نہ تھی، عمل بھی اس کے مطابق تھا۔ عملاً خدا کے راستہ سے ان کو

روکتے بھی تھے۔

وَلْيَصَدِّقْهُمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا (پ۔ النساء ۸)

کبھی نکال نکال کر۔ اسلام سے روکتے بھی تو اس کی خامیاں نکال نکال کر بدراہ کرتے تھے۔

يَا هَلْ أَلِكْتُبُ بِمَقْعِدُكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ عَنْ أَمَنٍ تَبْعُونَهَا عَوَجًا رِبًّا - (نساء ع)

حد درجہ بڑا عمل۔ گو یہ اہل علم لوگ تھے مگر میں جیسے گدھے پرکتے ہیں لا دوی گئی ہوں۔

مَثَلُ الَّذِينَ حَبَلُوا النَّوَاةَ ثُمَّ يَذَلُّوْنَ كَمَثَلِ الْيَحْيَىٰ إِذْ حَبَلَ أَسْفَارًا (ثب - جمع ع)

لاٹھی اور دھن۔ ان کے نزدیک فضیلت کا معیار انسانیت نہیں تھا بلکہ اقدار کی لاٹھی یا دھن دوت تھا اگر یہ نہیں ہیں تو خواہ وہ نبی ہوں ان کے لیے اس کی حیثیت پر کاہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

أَفَىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ (دپ - بقرہ ع)

خدا ایمان سے پیاری۔ ان کو خدا ایمان سے پیاری رہی ہے، اگر ان کا حریف ایمان لاچکا ہے تو یہ ضرور ہی اس کے برعکس راہ اختیار کریں گے اور بالکل جان بوجھ کر۔

فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَيْنِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ لِعِبَادِهِ نَبِيَّهُمْ (دپ - حاشیہ ع)

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ (دپ - بقرہ ع)

دل سخت تھے۔ ان کے سینوں میں دل نہیں پتھر رکھے تھے بلکہ اس سے بھی سخت تر کوئی شے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْإِبْرَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً (دپ - بقرہ ع)

سب بھلا چکے۔ انہیں جو جو سبق پڑھائے گئے تھے، ایک ایک کر کے سب بھلا بیٹھے تھے۔

وَسَوَّحْنَا مَتًّا ذُرِّيَّتَهُ (دپ - مائدہ ع)

اگر کچھ یاد رہا بھی تو اسے بھی پس پشت ڈال دیا، پروا نہ کی۔

نَبَأَ قِدْرَيْنِ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ، كَتَبَ اللَّهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ (دپ - بقرہ ع)

خدا کے معابدوں کا شتر۔ یہی شتر ان معابدوں کا ہوا جو خدا سے انہوں نے کیے تھے۔

أَدَّكُنَا عَهْدًا وَعَهْدًا ابْتَدَأَ قِرْنَيْنِ مِمَّنْهُمْ (دپ - بقرہ ع)

خدا کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ ان ظالموں نے خدا کی کچھ بھی قدر نہ کی۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ (دپ - الانعام ع)

نخرے۔ نخرے بے حد کیے اور بلا جواز کیے۔

يُؤْتِي لَنْ لَّمْ يُوْ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ (دپ - بقرہ ع)

حد درجہ بڑا دل۔ ایک قوم کی حیثیت سے یہ پوری بڑا دل قوم تھی۔

يُؤْتِي فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَمَا تُنَادُّهُمْ سَبًّا يَخْرُجُونَ مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا

مِنْهَا فَاَنَّا دَاخِلُونَ رِبِّ (مائدہ ۷۷) یُمُوسِ اِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا اَمَّا مَوَافِقُهَا فَاَذْهَبَ اَنْتَ
وَدَبْلُكَ فَتَعَاتِلَا اَنَا هَهُنَا قَعِدُونَ (رایضاً)

خدا نے اس کی ان کو یہ سزا دی کہ چالیس سال تک مارے مارے جنگلوں میں پھرتے رہے۔
قَالَ فَاَنَّا مَحْرَمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِينَ سَنَةً ۖ يَبْتَهِوْنَ فِي الْاَرْضِ رِبِّ (مائدہ ۷۸)
حرام طور قوم۔ لوگوں کے مال ناحق کھاتے اور سودیستے تھے۔

وَخِذْهُمْ اَلْيَوْمَ وَذُنُّهُمْ عَنْهُ حَاكِلُهُمْ اَمْوَالُ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ رِبِّ (النساء ۷۷)

جھوٹ اور حرام کے دھنی۔ جھوٹ سنے کے بڑے شائق اور حرام خوری میں بڑے مبیاک تھے۔

سَمْعُونَ بَلْكَذِبَ اَكَلُوْنَ لِلْسُّخْتِ رِبِّ (مائدہ ۷۹)

حضرت یلم پر بیتان۔ حضرت مریم پر بیتان یا نہ دھتے ہوئے نہ شرمائے۔

وَخُذْهُمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بَهْتًا نَا عَظِيْمًا رِبِّ (النساء ۷۸)

جھوٹی سائش کے متمنی۔ چاہتے تھے جو کام نہیں کیے، ان کی بھی داد ان کو ملے۔

وَيُحْيُونَ اَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يُعْمَلُوا رِبِّ (ال عمران ۷۹)

خدا پر افتراء۔ خدا پر تہمت لگاتے ہوئے حیا نہیں کرتے تھے؛ بلکہ ہمیں خدا نے کہا ہے کہ اس نبی پر
ایمان نہ لانا جب تک اپنی قربانی کا نظارہ نہ دکھائے۔

قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ الْاَيْتَ اَنْ لَا تُؤْمِنَ لِرِسُوْلٍ حَتّٰى يَأْتِيَنَّ بِقُرْاٰنٍ نَّا كُلُّهُ
النَّارُ رِبِّ (ال عمران ۸۰)

بڑے چار سو ہیں۔ شاطرانہ انداز میں زبان کو خم دے کر یوں پڑھ کر دکھاتے جیسا کہ کلام خدا
پڑھ رہے ہوں۔ حالانکہ یہ محض فراڈ ہوتا تھا۔

وَ اَنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْسُوْنَ السِّتْهُمْ بِالْكِتٰبِ لِخَبْوَةٍ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ

يَقُولُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ دِيْقُوْنَ عَلَى اللّٰهِ اَلْكَذِبِ هُمْ يَعْلَمُوْنَ رِبِّ (مائدہ ۸۱)

بہت بڑے سانشی۔ سازش ان کی گھٹی میں پڑی تھی، اپنی قماش کے لوگوں سے کہتے صبح کو ایمان لا کر

شام کو یا شام کو لا کر صبح کو پھر جابا کرنا تاکہ لوگ یہ تصور کریں کہ آخر ان میں کوئی خرابی ہے تو یہ واپس پلٹ آئے ہیں۔

اٰمِنُوْا يٰ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّارِ وَ اَكْفُرُوْا اٰخِرَةً لَّعَلَّكُمْ

يَرْجِعُوْنَ (الی عمران ۸۲)

تعاون علی الاثم والعدوان۔ گناہ اور زیادتیوں کے باب میں ان کی حمایت مجرموں کو حاصل ہوتی تھی۔

تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِإِلْهِكُمْ وَالْعُدَدَاتِ (پ۔ بقبرہ غ)

اپنوں کے قاتل۔ اپنوں کے دشمن اور قاتل بھی تھے۔

تَمَّانْتُمْ هُمُ لَأَوْ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ (ایضاً)

اکثر خیانتی۔ ان میں اکثریت مانتوں کی تھی۔

لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِيَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا (پ۔ حادثہ غ)

کتمانِ حق۔ حق کو چھپانا ان کی گھٹی میں تھا۔

يُبَيِّنُكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبِّدْ دَرَاءَ ظُهُورِهِمْ (پ۔ ال عمران ۱۹)

ڈنگیں۔ کروت وہ اور ڈنگیں یہ کہ ہم خدا کی اولاد اور محبوب ہیں؛ وہ آخر ہمیں بخش ہی دے گا۔

فَنَنْبِئُكَ اللَّهُ مَا جَاءَكَ (پ۔ حادثہ غ) دَيَّفُورُونَ سَيَعْفُرُ لَنَا (پ۔ اعراف ۲)

بڑے مقدس بنتے ہیں۔ اپنے منہ میاں مٹھو، بڑے مقدس بھی بنتے ہیں۔

أَلَمْ تَتَوَلَّ الْيَهُودَ يَذْكُرُونَ أَنْفُسَهُمْ (پ۔ النساء ۲)

بندرا و رسول۔ ڈنگیں یہ اور حالت یہ کہ خدا نے ان کو ان کی فطرتِ حیدر جوئی اور سرکشی کی بنا پر بند

اور رسول بنا دیا تھا۔

فَلَمَّا لَمْ يَكُونُوا أَقْرَبَ خَابَ سَبِيلُ (پ۔ الاعراف ۲)

پھر ان بڑوں کے نام پر فخر و مباہات کیسی؟

جوتے الگ۔ بعد میں جو رہے، ان سے فرمایا کہ تمہیں جوتے پڑتے ہی رہیں گے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيُعَذِّبَنَّ الَّذِينَ يُؤْمِنُ الْقِيمَةَ مِنْ يَوْمِهِمْ سَوْءًا أَعْدَا

(پ۔ اعراف ۲)

معلوم ہوتا ہے کہ؛ یہودیت میں بحیثیت یہودیت شر کا پہلو غالب ہے، اس لیے مذہباً جو

یہودی رہنے پر مصر ہے، وہ معصوب ہی رہے گا۔ الایہ کہ ایمان لے آئے یا عارضی طور پر کسی کی

منت سماجت کر کے دودن دم لے لے۔

ٹکڑے ٹکڑے۔ ان کو رب نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رُسے زمین پر پراگندہ کر دیا تاکہ ان کو جمعیت

مائل نہ ہو۔

وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا (اعراف ۲)

اب فلسطین میں ان کا بھانسی کا کنبہ جوڑا جا رہا ہے، وہ عارضی ہے، بالآخر ان کو منتشر ہونا ہے

یا جمع ہو کر مرنا ہے۔ بہر حال یہ جمعیت، ان کے لیے جمعیت ثابت نہ ہوگی۔ انا اللہ۔

بہشت صرف ہمارے لیے ہے۔ بہشت بھی صرف ہمارا ہے اور ہم ہمارے میں داخل ہوں گے۔

لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارًا (رپ۔ بقرہ ۳)

آگ کے صرف چار دن۔ ان تمام حماقتوں کے ساتھ یہ بھی دعویٰ تھا کہ صرف چند دن آگ سے پالا پڑے گا۔

یعنی وہی بچھڑے والے چالیس دن۔

فَأُولَٰئِكَ تَسْنَأُ النَّارُ الْأَيَّامَ مَعْدُودَةً (رپ۔ بقرہ ۴)

آگ کی سہار۔ فرمایا: ان میں آگ کی سہار کتنی غضب کی سہار ہے، جہاں ایک ثانیہ شکل ہے وہاں

دنوں کا حوصلہ۔ اوفو!

فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (رپ۔ بقرہ ۵)

سچ کہا کسی نے کہ: ع شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

ایک رب کے بجائے ارباب۔ ان ظالموں نے ایک خدا کی تو قدر نہ کی لیکن کسی رب بنا کر ان کے

حضور جھک رہے۔

اتَّخَذُوا أَجْنَادَهُمْ دُخُلًا وَمَدِينًا يَنْتَظِرُونَ (رپ۔ توبہ ۲۵)

مادہ پرستی۔ مادہ پرستی کا روگ بھی ان کو لگ گیا تھا، اس لیے پوری زندگی اس کے لیے گنوا کر رہی؟

رہے کہ خوب ہو رہا ہے۔

قُلْ هَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا الَّذِينَ ضَلُّوا سَبِيلَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (رپ۔ کہف ۱۷)

حضرت مصعب کے والد فرماتے ہیں، یہ لوگ یہود اور نصاریٰ ہیں۔

هم اليهود والنصارى (بخاری۔ سورہ کہف)

ہدایت کے بدلے ضلالت۔ جو انسان نجی اور عارضی مفاد کے لیے روحانی اور لازوال اقدار

اصولوں کی پروا نہیں کرتا، وہ گویا کہ ہدایت کے بدلے ضلالت اور مغفرت کے بدلے عذاب

لیتا ہے۔ یہی حال ان اہل کتاب کا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا ضَلَالَةً بِأُهُدًى وَالْعَذَابُ بِالْغَفْرَةِ (رپ۔ بقرہ ۶)

یہ آگ ہے۔ ایمان اور ضمیر سچ کر جو کھاتے اور کھاتے ہیں، وہ پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ (رپ۔ بقرہ ۷)

ن پر بھی اڑ جاتے ہیں۔ جو بھی برا کام ایک دفعہ شروع کر بیٹھتے تو پھر اسے وقار کا ہی مسئلہ بنا لیتے،
برکے یا خدا، پھر کسی کی نہیں سنتے تھے۔

كَانُوا لَا يَتَنَبَّهُونَ عَنْ مَنِّكَ فَعَلُوا طَائِفَاتٍ مَّا كَانُوا يَفْعَلُونَ (پا۔ مائدہ ۵۰ع)
مہر برائی پر گرے پڑتے ہیں۔ برائی پر صرف اڑ نہیں جاتے تھے بلکہ لپکے پڑتے تھے؛ معصیت اور
مردودان کے سلسلے میں انتہائی چاک و چون رہتے۔

وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْأَلْثَمَةِ وَالْعُدَّةِ وَالْجُلْهِمِ السُّحُوتِ (پا۔ مائدہ ۵۰ع)
وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمٍ وَمَا كَفَرُ سُلَيْمٌ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانِ
كَفَرُوا (پا۔ بقرہ ۲۰ع)

لڑنے لڑنے اور جادو۔ جادو اور لڑنے لڑنے پر جان چھڑکتے تھے، بس چاہتے کہ کسی محنت کے
بغیر سارے کام اور ساری حسرتیں صرف دم جھاڑ سے پوری ہوں، اور اس ذہنیت نے ان میں بڑی
افلاقی گندگیاں اور کمزوریاں پیدا کر دی تھیں، خاص کر بیوی اور شوہر کے تعلقات کو خراب کرنا ان
کا بڑا اہم شعبہ تھا۔ چونکہ اس سے پوری عائلہ زندگی بلکہ برادری سسٹم بھی تلیٹ ہو جاتا ہے، اس
لیے شیطان نے ان کو اس لیے بالکل کیس کر رکھا تھا۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمٍ وَمَا كَفَرُ سُلَيْمٌ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانِ
كَفَرُوا لَعَنَ الْمُؤْمِنُ النَّاسِ السَّحَرِ (پا۔ بقرہ ۲۰ع)

خدا سے زیادہ مادی سہاروں پر بھروسہ۔ ان کو خدا سے زیادہ مادی سہاروں پر بھروسہ تھا، اباب
کی حد تک ان سے سروکار رکھنا برا نہیں، مطلوب ہے مگر ان کو خدا سمجھنا کہ بس ان کے سہارے سب
ہو جائے گا، غلط ہے۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (پا۔ الحشر ۱۰ع)

خدا کی کپڑ۔ یہ سمجھتے تھے کہ جن اباب کو جمع کر لیا ہے، ان کے سامنے تو بس خدا کی بھی نہ چلے گی لیکن
خدا کی گزرت اور کپڑ کے انداز وہم و گمان سے بھی ورا عدا ہیں جن کو یہ سمجھ سکیں؛ شکل ہے۔

فَاتَّخَذُوا لِلَّهِ مَنَ حَيْثُ تَعْبُدُونَ (پا۔ البقرہ ۱۷۵ع)

ان سے دوستی۔ مرن برائی پر جان سے فدا نہیں تھے بہت سے بروں کے بھی یار تھے۔

تَوَلَّىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا (پا۔ مائدہ ۵۰ع)

فرمایا کہ اگر یہ لوگ دل سے مسلمان ہوتے تو ان کافروں کو یار نہ بناتے۔

وَلَوْ كُنَّا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مَا أُكْرِهْنَا أَنْ نَقْتُلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَإِنَّا لَمُبْتَلُونَ (ایضا)
ہاں مسلمانوں کے بچے دشمن تھے۔ ہاں اگر ان کو کوئی کہتی تو بڑوں کے سبائے بھلے لوگوں اور مسلمانوں
سے تھی۔

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا (ایضا)
جرم، جرم حتی ہے۔ مسلمانوں سے دشمنی انہیں اللہ کا فیصلہ نہیں تھی بلکہ اس کا محرک مسلمانوں کا ایمان اور
ایمان داری تھا کہ یہ اللہ کا نام کیوں لیتے ہیں؟
قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَقِيعُونَ مِمَّا آتَاكُمْ مِنَ اللَّهِ وَمَا أُكْرِهْنَا أَنْ نَقْتُلَ
مَنْ قَبِلَ (پ۔ مائدہ ۷)

عیسائی نسبتاً کم دشمن ہیں۔ گو نصرانی بھی مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر یہودیوں اور مشرکوں سے کم، کیونکہ ان
کے بعض علماء اور شاخ نیک دل ہیں؛ اس لیے یہ دوستی میں نسبتہ مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔
وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا لَا نَفْرَقُ ۚ قُلْ لَكَ بِأَنْ
مِنْهُمْ قِصَبٌ لَّا يَتَّبِعُونَ (پ۔ مائدہ ۷)

تائے بھی انار لائیں تو نہیں مانیں گے۔ اور آپ کی دشمنی میں اس قدر راسخ اور نچتے ہو چکے ہیں کہ اگر آپ
آسمان سے تائے بھی انار لائیں تو بھی وہ آپ کی حامی بھرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔
وَكُنِ أَتَيْنَ الَّذِينَ دُونَهُمْ لَكِيبٌ يَكُلُ آيَةً مَّا تَبْعُوا قَبْلَكَ
(پ۔ بقرہ ۷)

بات خدا کی نہیں خاندان کی ہے۔ قبلہ، نماز میں رخ کرنے کے لیے ایک سمت کا نام ہے، ایسی
بات نہیں کہ خدا اسی جانب میں رہتا ہے، اس لیے جیسا وہ فرمائیں، ماننا چاہیے، مگر وہ کہتے ہیں کہ
ہمیں خدا کے پیچھے نہیں، خدا کو ہمارے پیچھے چلنا چاہیے۔

مَا تَبْعُوا تَبْلُغُوا (ایضا)

فرمایا کہ وہ بڑی نکتہ چینی کریں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں، فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي (ایضا)
دین، خدا کی نشانی تعیل کا نام ہے، کسی خاندان یا نسل کی بات نہیں ہے۔ مگر انہوں نے
دین کو بھی ایک نسل کی بات بنالیا تھا۔

نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ (مائدہ ۷)

سب سے بڑے تخریب کار ہیں۔ یہ بہت بڑی تخریب کار جماعت ہے۔

وَكَيْفَ تَعْلَمُونَ فِي الْأَذْنَانِ فَسَادَ رِبِّ - (ما شدہ غ)

اس لیے کذیب اور قتل انبیاء میں نہ ہک رہے اور سمجھے کہ اس سے کچھ نہیں بگڑے گا۔

وَحَبِطُوا إِلَّا تَكُونُوا فِتْنَةً (ما شدہ غ)

اور ان کی اس غلط فہمی نے اس قدر طویل کھینچا کہ خدا کے حضور بھی جواب دہی کا ان کو احساس نہ رہا تا آنکہ بخت نصر جیسے عذاب الہی کے جوتے پڑے تو آنکھیں کھلیں اور توبہ کی، اللہ نے قبول فرمائی۔ لیکن پور پوری سے جاتا ہے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ بُری لت مشکل سے چھوٹی ہے۔ پھر انہی بے ہوشوں کی فادری میں جا پڑے۔

فَعَمُوا وَصَمُوا لَمْ تَأْتِ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ (ما شدہ غ)

دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ دین کا مذاق اڑاتے اور دین سے یوں معاملہ کرتے جیسے بات عبادت کی نہیں، ہنسی کھیل اور مغل کی ہے۔

لَا تَسْخِطُوا الَّذِينَ اتَّعَدُوا ذِيكُمُ هَؤُلَاءِ لَئِنْ أُولَئِكَ كَتَبَ (ما شدہ غ)

رسول کی شان میں گستاخی۔ مشرکین کی طرح اسرائیل بھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے۔

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ اتَّعَدُوا لَكُمْ رِبِّ - (العصراء غ)

خدا کو باتیں نہاتے ہیں۔ رسول اور مومنوں پر بس نہیں، خدا کو بھی باتیں نہاتے ہیں کہتے ہیں ان دنوں خدا کا ہاتھ تنگ ہے۔

قَالَتِ الْيَهُودُ مِدَّ اللَّهُ مَغْلُوبَةً (ما شدہ غ)

ان کو ان کے علماء اور مشد بھی نہیں روکتے۔ عوام کا لالچ ہوتے ہیں، خواص بھی ان کو ان قبیح کاموں اور باتوں سے نہیں روکتے تھے۔ ان کے شارح طریقت اور رہنما سب کچھ دیکھتے ہیں مگر مصلحتاً ان سے کچھ نہیں کہتے۔

لَوْلَا يَنْفَعُهُمُ الرَّبُّ زَيْتُونٌ وَالْأَخْبَادُ عَنْ تَوْبِهِمْ إِلَّا تَمَادًاءُ كَلْبُومًا السُّعْتِ (رب - ما شدہ غ)

جیسے آئے ویسے گئے۔ بات لمحے کی نہیں بلکہ از اول تا آخر یہ لوگ بے ایمان اور منافق ہی رہے۔ جیسے آئے ویسے گئے۔

وَقَدْ دَخَلُوا يَا كُفْرًا وَهَبُوقَدْ حَرَجُوا بِهِ (ما شدہ غ)

دین میں غلو۔ ان کے پاس دین تھا ہی نہیں، جتنا اور جیسا کچھ تھا وہ بھی ادھام پرستانہ تھا، شدید غلو کرتے تھے۔

يَا هَلْ أَهْلُ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ رَبِّ - الضمائر

یعجب ملک ہے کرنا نہیں، اگر مانا ہے تو حدود کا پاس نہیں کرنا۔ بنا ہوا تو اس سے بھی مشکل تھا۔ بدعات کو مٹا رواج ان کے عہد میں ہوا اور کسی عہد میں نہیں ہوا۔

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَضْأَتِ اللَّهِ فَمَا دَعَوْهَا حَقِّ دَعَائِهَا رَبِّ - الحديد

عقل کے اندھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے (الغیر بالذات) اللہ فرماتے ہیں، وہ کیسے؟ تو رات اور انجیل جس کے تم پیر کا ہو تو ان کے بعد نازل ہوئیں، وہ یہودی کیسے ہو گئے؟

وَمَا نَزَّلَتِ التَّوْرَةَ إِلَّا نَجِيلًا (لَا مِنْ كَعْبِدَةٍ - ال عمران)

خود فراموش۔ دوسروں کو تو بڑی نصیحت کرتے تھے مگر اپنا ان کو ہوش نہیں تھا۔
أَنَّا مُرِّدُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ تَتَّبِعُونَ الْفُسْكَ (پ - بقرہ)

دقیق مسائل۔ علم و عقل کا عالم یہ لیکن دھن مثل اور کلامی مسائل میں غور و غوض کرنے کی، اللہ کے تیری شان! پر چھتے ہیں روح کیا شے ہے؟

يَسْتَلُونَا عَنِ السُّجُجِ (پ - بنی اسرائیل)

روح سے مراد معروف روح کی بات نہ سہی، اس سے مراد وحی ہی سہی، بہر حال ان کو اس

سے کیا کام جو عقل کے اندھے ہوں؟

جبرائیل امین کے دشمن۔ کہتے تھے جبرائیل امین ہمارا دشمن ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم اس کے دشمن تمہارے دشمن۔
فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (پ - بقرہ)

ان میں کچھ نیک بھی تھے۔ ان میں کچھ لوگ نیک دل اور شب زندہ دار بھی تھے۔ نیک کاموں کی تبلیغ اور برے کاموں سے روکتے تھے۔

لَيَسُوْسَاءُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتَّبِعُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنَا وَالْقَلِيلِ ذُرِّيَّتُهُمْ لَيَجِدُونَ يَوْمَئِذٍ مِنَ اللَّهِ دَلِيلًا وَالْيَوْمِ الْآخِرِ دَلِيلًا مُرِّدُونَ بِالْبُغْضِ دِينَهُمْ وَيَتَّبِعُونَ فِي الْحَيَاتِ (پ - ال عمران)

قَاتِلُوا مَعِزَّةً إِلَى رَبِّكُمْ (پ - اعراف)

ایمن بھی ہیں۔ ایک گروہ امین بھی ہے۔

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِن تَأْمَنْهُ بِقِسْطٍ ذَرَّكَ إِلَيْكَ (پ۔ ال عمران ع)

وہ بھی ہیں جو روتے ہیں۔ عیسائیوں میں بعض مشائخ اور علماء ایسے بھی ہیں جو قرآن سن کر رو پڑتے ہیں ان کی آنکھوں سے نیر بہنے لگ جاتے ہیں، خدا سے دعا میں کرنے لگ جاتے اور ایمان لے آتے ہیں۔
وَإِذَا سَأَعُوا مَا أُنْزِلَ لِي السُّرُورِ سَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَغِيْبُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ ذَبَابًا مَّا نَا كَتَبْنَا مَعَ الشَّهِيدِ (پ۔ مائدہ ع)

غالباً ان سے مراد شاو بیش نجاشی اور ان کے درباری ہیں، کیونکہ یہ کیفیت ان کی تھی۔
ہاں اکثر بے ایمان ہیں۔ ان میں جو نیک تھے کم تھے، بس آٹے میں نمک، اکثریت بدوں کی تھی۔
مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَكَثُرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (پ۔ ال عمران ع)

گمراہ اور گمراہ کن۔ نہ صرف گمراہ بلکہ یہ لوگ گمراہ کن بھی ہیں، اس لیے ان کی راہ نہ لیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَآضَلُوا كَثِيرًا وَآضَلُوا عَنْ سَوَاءِ بَيْتٍ (پ۔ مائدہ ع)
شایان شان تبادُلہ خیال ہو۔ اس کے باوجود ان بازاری لوگوں سے سوقِ نہ انداز میں بات نہ کی جائے بلکہ ہر توبیان شان تبادُلہ خیال ہو۔

وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالنَّاسِجِ هِيَ أَحْسَنُ (پ۔ عنکبوت ع)

یہ احمق ہیں۔ خدا کے نزدیک یہ احمقوں کا ٹولہ ہے، اس لیے نہیں کہ ان کے پاس عقل دہش نہیں ہے، بلکہ صرف اس لیے کہ عقل سے کام نہیں لیتے اور اپنے اخروی مستقبل کو دنیا کے عارضی مصالح کی بھینٹ چڑھاتے رہتے ہیں۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ (پ۔ بقرہ ع)

حضرت برافراستے ہیں، یہ یہودیوں کی بات ہے (تفسیر ابن جریر)

کفار تم سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عناد میں اتنے دور چلے گئے تھے کہ مشرکوں سے کہا کرتے تھے کہ، وہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔

وَيَقُولُونَ لَوْلَا يَنْ كَفَرُوا هُوَ لَا يَهْدِي مَنْ أَذَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا (پ۔ النساء ع)

لعنتی قرار پائے۔ ان برا بھجیوں اور بواہوسوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی انہی کرتوتوں کی بنا پر لعنتی قرار دیا۔

فَبِمَا نَفْسِهِمْ مِيشَاقَهُمْ لَعَتَهُمُ (پ۔ مائدہ ع)

لَعْنِ السَّيِّئِينَ كَفَرُوا مِنْ بَيْنِ إِسْرَآئِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ (پ۔ مائدہ ع)

پتھر بنا دیا۔ اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے ان کے دل اثر پذیر کی قابل نہ رہے جیسے پتھر۔
وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً (ایضاً)

باہمی عداوت۔ دنیا میں یہ سب سے بڑا عذاب ہے کہ کسی قوم کی باہم لڑتے بھڑتے گزر جائے،
اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو یہ سزا بھی دی۔

فَاَعْرَبْنَا بينهم اعداوةً وابتغنا عراى يوم القيمة (ما شدہ - ع)

آخرت بھی برباد۔ آخرت میں ان کے لیے کوئی حقہ نہیں، حق تعالیٰ ان سے بات کریں گے نہ ان کو نظر کرے
سے دیکھیں گے اور نہ ہی ان کا تزکیہ کریں گے۔

اُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
وَلَا يُزَكِّيهِمْ رَبِّ (ال عمران - ع)

ذلت و رسوائی۔ ذلت اور رسوائی ان کا مقدر بن گئی ہے۔ ہاں ایمان لے آئے تو اور بات ہے۔
یا کوئی دوسرا عارضی سہارا لے لیا تو عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے بھی سنبھالا ممکن ہو جائے گا۔

ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةُ وَالْمَكْنَةُ (بقراءۃ ع) مُرِبَّتْ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةُ اَيْنَ مَا تَقَعُوا اِلَّا بِحَبْلِ
مِنَ اللَّهِ وَحَبْلِ مِنَ النَّاسِ (ال عمران - ع)

اسرائیلیوں کی موجودہ ریاست بڑی طاقتوں کے سہارے قائم ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ استدارج ہو۔
تاکہ ان کو یک جا کر کے ان کا کچھ نہ نکالا جائے، بہر حال قرآن سچا ہے اور ان کے دوسرے سہارے جھوٹے۔
اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کی تباہی۔ خدا نے ان کو ایک سزا یہ بھی دی کہ اپنے ہاتھوں سے اپنے
گھروں کو انھوں نے اجاڑا، رہی یہی کسر مسلمانوں نے پوری کر دی۔

يُخْرَبُونَ مِمَّنْ قَدْ بَايَعُوا لَهُمْ دَائِبِينَ الْمُؤْمِنِينَ (پہ - الحشر)

بالکل ان کو مٹا دیتا مگر....۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر گھر سے بے گھر ہو کر بھٹو کریں کھانا ان کے مقدر
میں نہ ہوتا تو ان کی اور طرح سے خبر لیتے، یعنی صفحہ ہستی سے ان کو مٹا دیتے یا کوئی اور سخت عذاب دیتے۔

لَوْلَا كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبُهم فِي الدُّنْيَا (ایضاً)

باقی رہا آخری عذاب؛ سو وہ ہے ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (ایضاً)

مرعوبیت۔ مرعوبیت ان کی گھٹی میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ خدا کا بڑا عذاب ہے۔

وَقَدْ ذُفِّرَ فِي قُلُوبِهِمُ الرَّعْبُ (پہ - الحشر)

عالم اسلام کے سیاسی سربراہوں کے نام

دعوت اسلام

۱۶۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرِ رُومٍ يُدْعِيهِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ... فَأَذَانًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ أَتَى بِحَقِّ الْمَعْدَى -

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِأَعْيُنِ الْأَسْلَامِ أَسْأَلُكَ تَسْلِيمًا لِقَوْلِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَوْتَيْنِ وَإِن تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ أَتَعَالَى الرَّبِّسَيْنِ الْحَدِيث (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دیتے ہوئے قیصر روم کو دعوت نامہ لکھا اور یہ خط دحیہ کلبی کو دے کر اس کے پاس بھیجا.... چنانچہ اس میں تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ دعوت نامہ شاہ روم ہرقل کے نام ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جو اللہ کے بندے اور رسول ہیں، سلام اس پر جس نے ہدایت کی راہ لی۔

بعد ازیں: میں آپ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، آپ اسلام قبول کر لیں! سلامت رہیں گے، اور اللہ تعالیٰ بھی تمہیں دہرا اجر دے گا، اگر آپ نے اس سے منہ موڑ لیا تو ساری رعایا کا وبال بھی آپ کی ہی گردن پر ہوگا۔

پر مملکت اسلام کا یہ دینی فریضہ ہے کہ سرکاری حیثیت سے دنیا کے تمام غیر مسلم تاجداروں کو اور ان کی معرفت ان کی قوموں کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ مگر افسوس! مدتوں سے اب یہ "سنت" بالکل متروک ہو چکی ہے۔ چونکہ مسلم ریاستوں کے حکمران عموماً خود بھی ننگ اسلام ہوتے ہیں، ان کو اپنی کرسی سے غرض ہوتی ہے۔ اسلام کی ناف پھار ہویا ڈوبے، ان کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی، اس لیے ان سے تبلیغ دین کی توقع بھی عبث ہو گئی ہے۔ اب تو اس سنت کا احیاء ان دینداروں کو کرنا چاہیے جو علامت کلمہ اللہ کے لیے ہمہ تن مصروف ہیں، دعوت نامے ارسال کریں، اپنے وفود روانہ کریں اور

دعوتِ دین کے سلسلے میں اتمامِ محبت کے لیے جو کچھ بھی ان کے لیے ممکن ہے، اگر گزریں ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں ساری ملت اسلامیہ خدا کے ہاں مجرم نہ ٹھہرے۔

تبلیغِ دین ہمارا بنیادی فریضہ ہے، اگر آپ نے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری محسوس نہ کی اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ:-

خدا کے ہاں ان غیر مسلم اقوام کے کفر و جحود کے وبال میں سے آپ کو بھی حصہ ملے اور آپ سے جو، ان کی بابت باز پرس ہو۔

ایم عادل

۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُطَهَّرُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ (منهم) إِمَامٌ عَادِلٌ (الصحيح) (بخاری)

ایسے سات انسان جن پر اللہ کا اس دن سایہ (رحمت) ہوگا جس دن اس کے سایہ رحمت کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا..... ان میں سے ایک اہم عادل ہے۔
ایک اور موقع پر فرمایا: اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عادل حکمران (ایم عادل) ہے اور سب سے زیادہ مبغوض ظالم حکمران ہے۔

أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ إِمَامٌ عَادِلٌ وَأَبْغَضُهُمْ إِلَيْهِ إِمَامٌ جَائِرٌ (رواہ احمد)

اسلام کا معیارِ عدل یہ ہے کہ: اسلامی قانون کے تقاضے بلا رو رعایت پورے ہوں اور محض اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہوں اور اس کی مخلوق میں اس کی رحمتوں کو عام کرنے کے جذبہ پر مبنی ہوں۔

طالب جاہ کے لیے عہدہ

۱۸۔ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا وَاللَّهِ لَا نُؤَيُّ عَلَى هَذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ أَوْ حَرَّصَ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ۔

حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ہندو اہم ایسے شخص کو کوئی منصب دینے کے لیے تیار نہیں ہیں جو اس کے لیے خود سوال کرتا ہے یا اس کے لیے وہ لالچ کرتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

ہم اپنے کسی رذمہ دارانہ منصب پر ایسے شخص کی تقرری نہیں کریں گے جو اس کی خلاف ورزی کرے۔
اصل بات یہ ہے کہ:

اسلامی مملکت کی ہڈیوں کی چھوٹی ہو یا بڑی عبادت کا درجہ رکھتی ہے اس لیے یہ پھولوں کا
تاج نہیں، کانٹوں کی سیج ہے۔ اس سے غرض ریاست کا استحکام اور اس کی برکات کی نشروائش
ہے، جو لوگ اسے "خونِ نبی" تصور کر کے اس کے حصول کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں، وہ دراصل
اسے "کاروبار" سمجھ کر کرتے ہیں۔ کہاں وہ عبادت اور کہاں یہ کاروباری ذہنیت، اس لیے فرمایا:
الحذر! الحذر! اس سے بچ کر رہیے۔ کیونکہ اسلامی ریاست کا اس سے حلیہ بگڑ جائے گا، ملک
ملت کے سچائے اسے اپنے ہی سیاسی مستقبل کے لیے وہ زینہ بنا ڈالیں گے۔ خلوص کے سچائے
مادی لالچ کو، غنی خدا کے مفاد کی جگہ اپنی دنیا کو سامنے رکھیں گے۔ اس لیے فرمایا کہ ملکی اور ملی منصب
کے لیے جو بھاگ دوڑ کریں گے ہم ان کو کوئی بھی عہدہ نہیں دیں گے۔ کیونکہ پہلے ہی دن اس کی نیت
میں فتور آ گیا ہے اس لیے قہرِ قابلِ اطمینان نہیں رہے۔

بعد کے واقعات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اندیشے کو بالکل صحیح ثابت کر دکھایا ہے
باقی رہی یہ بات کہ کارکنوں کے بغیر حکومت کا حکومت کیسے چلے، سو مملکت کے سربراہوں
اور صلحا لوگ اپنے اپنے دائرہ اور حلقہ میں ایسے لوگوں پر نظر رکھیں گے جو صلاحیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب
ذہنی شعبوں تک حکومت اپنے ڈھب کے کارکن تعینات کر لیتی ہے تو ان کی معرفت ملک اور قوم کے
ایک ایک فرد سے باخبر ہو سکتی ہے۔ شروع میں تو اس سلسلے میں مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن بعد
میں نہیں۔ اس لیے ان حالات میں ملت اسلامیہ کے صلحاء اور اہل ترین لوگوں کے لیے ضروری ہو
جائے کہ وہ حکومت سے تعاون کریں، بہتر آدمیوں کی نشاندہی کریں اور بصورتِ آخری چپاٹہ کار
حکومت کے لیے رضا کارانہ طور پر حکومت کو اپنی خدمات بھی پیش کریں۔ خاص کر ایسے حالات
میں جب شہر ہی غالب ہو تو اہل خیر کو اس مسئلہ پر آگے بڑھ کر حکومت سے پورا تعاون کرنا چاہیے۔
خاص غیر اسلامی مملکت ہو یا ادھوری، جہاں خلقِ خدا کی تباہی سامنے ہو وہاں تو ضروری ہوتا ہے
کہ اہل خیر سرکاری منصب کے لیے اپنی خدمات پیش کریں کیونکہ یہ صورتِ ممنوعہ صورت نہیں ہے،
غیر خدمات اپنی ذات کے لیے ہیں بلکہ اسلامی ریاست کے حین اور مبارک مستقبل کے لیے پیش
کی جا رہی ہیں۔ اور یہ عین عبادت ہے۔

بگڑے ہوئے حکمرانوں کی اصلاح کے لیے دعائیں کریں۔

۱۹۔ عن ابی امامۃ (رَفَعَهُ) لَا تُسَبُّوا الْإِمَامَةَ فَاذْعُوا اللَّهَ لَكُمْ بِالصَّلَاحِ حَيَاتٍ صَلَاحُكُمْ

نُكْمُ صَلَاحُكُمْ (رداء الطبرانی فی الکبیر والایوسط)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور کا ارشاد ہے کہ:

”حکمرانوں کو گالیاں نہ دو، ان کی اصلاح کے لیے رب سے دعائیں کرو، کیونکہ تمہاری درستی ان کی درستی میں مضمون ہے۔“

گالیاں دینا کوئی کام نہیں، اصلی کام ان کے لیے دعائیں کرنا ہے، کیونکہ وہ مارے گئے تو وہ مرتے مرتے بھی بہت سے لوگوں کو مار کر مر گئے، اگر ان کی درستی کے لیے دعائیں کیں تو اس میں بھی ملک و ملت کا ہی بھلا ہے۔ بھلے ہو کر کام کریں گے تو قوم کی بگڑی ہوئی بنے گی۔

خیر خواہانہ جذبات۔

۲۰۔ عن تیمم الداری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدِّینُ الْبُیِّنَةُ شَلَا تَأْتَلْنَا لِمَنْ

يَا رُسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ لِلَّهِ وَرِيسَتِهِ وَرِيسَتِهِ الْمُسْلِمِينَ دَعَائِهِمْ (رداء مسلم)

حضرت تیمم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعایت ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ:

”دین خیر خواہی کا نام ہے، تین بار فرمایا: ہم نے عرض کی: حضور! کس کی خیر خواہی؟ فرمایا:

اللہ کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے حکمرانوں کی، اور مسلم عوام کی۔“

خیر خواہی۔ خیر خواہی کا مفہوم: بھلا سوچنا، بھلا چاہنا اور بھلا کرنا ہے۔

اللہ کے لیے خیر خواہی۔ اللہ کے لیے خیر خواہی کا مطلب ہے کہ: کوئی یہ چاہے کہ: اللہ کا بول بالا ہو،

اس کی مرضی کے خلاف کہیں کچھ نہ ہونے دیا جائے اور وہی کیا جائے جس سے وہ ذات خوش ہو۔

رسول کی خیر خواہی۔ اس کے معنی ہیں کہ: سب سے چاہیں، وہی کریں جو آپ کے پیغام کا تقاضا اور سنت کا مقتضا ہے۔

مسلم حکمرانوں کی خیر خواہی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ: ملک و ملت کی خدمات میں ان سے تعاون کیا

جائے، راہ راست پر چلنے کے لیے ان کے لیے خدا سے دعائیں کی جائیں، جہاں بٹکیں، ان کی رہنمائی کی

جائے، نظام حق کو چلانے کے لیے ان کی پوری اعانت کی جائے، اور ان کو غلط راستوں پر چلنے سے روکا جائے۔

اگر بازنہ آئیں تو پھر اسے علیحدہ کر دیا جائے تاکہ کسی عظیم فتنے میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں۔

عوام کی خیر خواہی۔ یہ ہے ان کے دینی اور دنیوی مستقبل کے لیے پورے خلوص اور جذبہ کے

ساتھ محنت کی جائے تاکہ ان کی دنیوی اور اخروی عافیتیں سلامت رہیں۔

تفرقہ میں نہ مڑو۔

۲۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یرضی لکون ثلاثا ان تعبدوا ولا تشرکوا بہ شیئا وان تعصموا بحمل اللہ حبیباً ولا تفرقوا وان تناصحوا من ولاہ اللہ امرکم (رواہ مسلم)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

یہ ایک واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے تین چیزیں پسند کرتا ہے:

- ۱۔ یہ کہ آپ اس کی عبادت اور غلامی سبلا لائیں، کسی شے کو بھی اس کا شریک نہ بنائیں۔
- ۲۔ یہ کہ آپ سب مل کر اللہ کی رسی در قرآن و رسول کا دامن، تقام کر رکھیں اور تتر بتر نہ ہونے پائیں۔

۳۔ یہ کہ آپ کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے جس کے ہاتھ میں دی ہے اس کے سلسلے میں خیر خواہی ملحوظ رکھیں (مسلم)

علا، عبادت، نماز و روزہ اور ذکر و اذکار کو بھی کہتے ہیں اور غلام بے دام کو بھی، یہاں یہ سب مراد ہیں، مقصود یہ ہے کہ، حق تعالیٰ کے آگے سر جھکا کر پھر کسی اور کے سامنے نہ جھکیں، اس کی غلامی کا دم بھر کر کسی دوسرے کی غلامی سے اپنی پیشانی کو داغدار نہ کریں۔

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا کہہ رہے، شے میں جاندار، بے جان، عاقل اور غیر عاقل بھی چیزیں آجاتی ہیں، یعنی کسی بندے کے پیچھے لگ کر حق تعالیٰ سے منہ نہ موڑیں اور یہ انداز زندگی بھی چھوڑ دیں کہ ادھر بھی اور ادھر بھی، خدا کے ساتھ غیر خدا کی دجھوٹی بھی۔ یہ دو غلی پالیسی سود مند نہیں ہوتی خاص کہ خدا تو اسے بالکل برداشت نہیں فرماتا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ شے کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ کسی مادی مفاد کی خاطر قرآن و حدیث کو پس پشت ڈالنا مسلمانی نہیں ہے۔

علا اللہ کی رسی کو تقام لینے کا مطلب یہ ہے کہ: قرآن و رسول سے تعلق خاطر نہ ٹوٹے، اور ”سب مل کر“ اس لیے کہا کہ: قرآن اور رسول کے نام پر تفرقوں کی بنیاد نہ ڈالیں بلکہ اس سے آپ کی ملی وحدت تشکیل پائے، کتاب و سنت کا دامن تو تھا ہو مگر دل اور رخ ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو وہ ننگ اعتراف ہے۔ اعتراف بالکتاب نہیں ہے۔

عَلَّ تَنَاصُحًا (ایک دوسرے کی خیر خواہی ملحوظ رکھیں) فرما کر یہ بات بتائی کہ: مل اور دینی امور میں سیاسی سربراہ سے تعاون کیا جائے تاکہ وہ اس میں غیل نہ ہوں۔ تنقید ہو تو تعمیری ہو، تخریبی نہ ہو۔

اس سے غرض حکمران کی آنکھیں کھولنا ہو، اس کے خلاف سازش نہ ہو، اسے تقاضا اور سنبھالا دینا مقصود ہو، پچھتی دنیا مقصود نہ ہو، یاں اگر ثابت ہو جائے کہ وہ لاعلاج ہے اور اس کی وجہ سے ملک ملت اور دین کا مستقبل خطرے میں پڑنے والا ہے تو پھر زمام اقتدار اس کے ہاتھ سے چھین لینا دینی اور ملی فریضہ ہوتا ہے بشرطیکہ ملت خانہ جنگی میں مبتلا نہ ہونے پائے اور غیر جمہوری طریقہ اقتدار کے قیام کو ایک اور لائیکل مرض میں گرفتار نہ کیا جائے۔

عبدالرحمن عاجز مالتی کوٹلیوی

مالِ عمر رواں کتنا غیر محکم ہے

ہر ایک ذکر سے ذکرِ خدا معظم ہے
ترے مریض کی یہ بے بضاعتی تو یہ
توہا ہی ذکر ہے وجہ سکونِ قلبِ نظر
وہی ہے حُبِ محمد میں کاملِ صادق
قرار کیسے ہو دل کا حب اس کا علم نہیں
گزر گیا ہے لڑکپن، شباب ختم ہوا
کھڑی ہے سر پہ اجلِ زندگی ہے پایہ رکاب
ہر ایک فکر سے فکرِ عدم مقدم ہے
نہ دل میں خون کا قطرہ، نہ آنکھ ہی نم ہے
تری ہی یاد مرے زخمِ دل کا مرہم ہے
ہر ایک حکم محمد پر جس کا سر خم ہے
مرے نصیب میں جنت سے یا جہنم ہے
مالِ عمر رواں کتنا غیر محکم ہے
نہ کوئی رختِ سفر ہے، نہ کوئی ہلم ہے

عجیب منظر باغِ جہاں ہے اے عاجز
ہر ایک سینہ گل میں مزارِ شبنم ہے



استفتاء

محترم جناب!

السلام علیکم۔ گاہے گاہے آپ کا رسالہ محدث نظروں سے گزرتا ہے جس میں باب الاستفتاء پر مفصل روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کافی عرصہ سے ان دوسوالوں نے دل و دماغ میں نجان پیدا کر رکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بواپسی ڈاک مطلع کریں گے۔ جو انی لغافہ ارسال خدمت ہے۔

۱۔ قرآن پاک میں کئی بار مذکور ہے کہ مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ حرام ہیں۔ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ شہید کا خون پاک ہے۔ جب مترجم قرآن پاک کو دیکھا تو مفسر نے لکھا جو خون رگوں سے نکلتا ہے وہ حرام ہے اور جو خون گوشت پر لگا رہتا ہے وہ حلال اور پاک ہے۔ اگر گوشت کو بغیر دھوئے پکا لیا جائے تو نظافت کے خلاف ہے۔ قرآن میں تو یہ خون حرام ہے خواہ رگ کا ہو یا کسی اور مقام کا۔

۲۔ میرے ایک رشتہ دار نے ۵ کنال زمین بعوض ۵ ہزار روپے رہن لی ہے اور زمین میں گندم کاشت کی ہوئی ہے۔ کیا وہ اس زمین کی تمام پیداوار لے سکتا ہے یا دین اسلام میں پابندی ہے؟

ایک مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ رہن کا فصل جائز ہے لیکن آمدنی ناجائز ہے۔ اگر فصل جائز ہے تو آمدنی بھی جائز ہے۔

آپ! ازراہ کرم مفصل جواب لکھیں تاکہ غلبان باقی نہ رہے۔ بعض لوگ زمین زمین کو حرام بتاتے ہیں لیکن قرآن و حدیث میں تو حرام نہیں۔ خدائی اختیار اپنے یا تقدیر کیلے لیتے ہیں۔

شیخ عبدالخالق گورنمنٹ ہائی سکول دیوبند

ضلع راولپنڈی

الجواب

خون۔ خون کا ذکر قرآن مجید نے مختلف مقامات پر کیا ہے۔

سورہ بقرہ پارہ دوم رکوع ۲۱ میں اور سورہ نحل پارہ ۴ رکوع ۱۵ میں۔

رَأْسًا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ الْآيَةَ

”تم پر تو اس نے جس مردار اور خون (انج) حرام کیا ہے۔“

سورہ مائدہ پارہ ۶ رکوع ۱ میں ہے،

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمَ الْآيَةَ

”تم پر مردار اور خون (انج) حرام کیے گئے ہیں۔“

ان آیات میں مطلق خون کا ذکر ہے، سورہ النعام میں مفصل اور مفید ہے۔

أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا (پت - ع ۱۸)

”یا بہتا ہوا خون“

مقصود یہ ہے کہ : خون صرف وہ حرام ہے جو بہہ کر باہر نکل آئے۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔

قالت إنما نهى عن الدم السافح (ابن کثیر رحمہ)

جو خون گوشت کے ساتھ لگا ہوتا ہے، وہ حرام ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے بعض

اکابر کا ارشاد ہے کہ جو شے ”بخس عین“ ہو وہ تھوڑی ہو یا بہت، وہ حرام ہوتی ہے کیونکہ اس میں تجزی نہیں ہوتی۔

وامید هذا بان كل ما هو نجس لعينه فلا يتبعه (بداية منہ)

لیکن صحیح یہ ہے کہ : یہ قلیل خون جو گوشت سے لگا ہوتا ہے، حرام نہیں ہے کیونکہ یہ دم

مفسوح نہیں جو حرام ہے۔ الایہ کہ دم مفسوح اگر چیاں ہو گیا ہو۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایسا گوشت پکا کر حضور

کو کھلایا تھا، مگر آپ نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

وقد روت عائشة أنها كانت تطبخ اللحم فتعقوا الصفرة على البرمة من الدم

فياكل ذلك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا ينكره (نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام

ملہ و تفسیر قرطبی ص ۲۰)

اہم ابن جریر نے اسے موقوفاً بیان کیا ہے، ابن کثیر فرماتے ہیں یہ صحیح ہے۔

(الحصۃ والدائم یکران علی اقدار وقوات هذه الایۃ صبیح غویب) (ابن کثیر ص ۱۸۴)

اہم قرطبی نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ: عوم بلوے (ایسی صورت جس سے خلاصی آسان نہیں اور عموماً مدینہ میں رہتی ہے) کی وجہ سے مندرجہ بالا صورت دم مسفوح سے متشبیہ ہے کیونکہ اس سے مفر نہیں ہے۔

و اما الدم فمحرّم ما لم تعم به البلوى والذي تعم به البلوى هو الدم في اللحم والعروق وروی عن عائشة انها قالت نطبخ البزیمۃ علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعملوها الصفرة من الدم فناکل ولا نمنکرہ (تفسیر قرطبی ص ۱۶۴) (تفسیر ابیات ص ۱۶۴) الاحکام للصالحی

بشرط صحت، یہ روایت اس بارے میں بالکل واضح ہے۔

ویسے بھی بات ظاہر ہے کہ وہ ”دم مسفوح“ نہیں ہے، اس سے امتراز مشکل بھی ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں اسے حرام قرار دینا بہت بڑے ”حرج“ کا باعث ہے۔ ہاں اگر دم مسفوح لگے تو اور بات ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ خون پاک ہے یا نجس؟ سو عرض ہے کہ:

اکثر ائمہ کے نزدیک یہ ناپاک بھی ہے مگر اس سلسلے میں صحیح روایت موجود نہیں ہے بلکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ کہا جیسی۔

مناظرے کے اسباب۔ جو ائمہ اسے ناپاک کہتے ہیں ان کے دلائل یہ ہیں:

فَاتَهُ - فَاتَهُ رَجُلٌ (الغامض ص ۱۸) کہ یہ ناپاک ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”رَانَهُ“ میں ”ة“ کی جو ضمیر ہے اس کا تعلق تمام مذکورہ حرام چیزوں سے ہے۔ مگر اصولاً یہ بات محل نظر ہے کیونکہ جملہ میں متعدد امور کے ذکر کے بعد جو قید یا ضمیر واقع ہوتی ہے اس کا تعلق صرف قریب سے ہوتا ہے۔

اذا احتمل الضمیر العود علی شیئین کانت عوداً علی الاقرب ارجع (بحر محیط)

ومن دام تحقیق الکلام فی الغلات الواقع فی مثل هذا الضمیر المذکور فی الایۃ فلیرجع

الی ما ذکرہ اهل الاصول فی الکلام علی القید الواقع بعد جملة مشتملة علی امور

متعددة (نیل المرام ص ۱۸)

کچھ روایات - اس کے علاوہ وجہ مغالطہ اس سلسلے کی کچھ روایات بھی ہیں جو ان کے سامنے ہیں مثلاً حضرت تمیم داریؒ - ایک روایت حضرت تمیم داریؒ کی ہے، جس میں ہے ہر پہنے والے خون سے وضو ہے - الوضو من کل دم مسائل (رواہ الدارقطنی ص ۵۸ باب الوضو من الخارج من البدن كالعرف واللق والجمامة ونحوه)

امام دارقطنی اس روایت کے بعد فرماتے ہیں، اس حدیث کے راوی عمر بن عبدالعزیز نے تمیم سے نہیں سنا اور نہ اسے دیکھا ہے یعنی روایت منقطع ہے، اس کے علاوہ دوسرے دور راوی یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں یعنی کچھ پتہ نہیں کون ہیں اور کیسے ہیں؛
عمر بن عبدالعزیز لم یسمع من تمیم الداری ولا راۃ یزید بن خالد ویزید بن محمد مجهولان (دارقطنی ص ۵۸)

علامہ زبیری حنفی (ف ۲۷۷) نے دارقطنی کا قول نقل کر کے سکوت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو نصب الرایہ ص ۳۱۰ - حافظ ابن حجر عسقلانی (ف ۲۷۷) نے تمیم داریؒ کی روایت کے بارے میں فرمایا ہے اس میں ضعف اور انقطاع ہے۔

امام عبدالحق ازہی اشبیلی (ف ۵۸۲) احکام کبریٰ میں لکھتے ہیں
وهذا منقطع الاسناد وضعیف (۳/۱۳)

قال الذہبی: یزید بن خالد شیخ بقیۃ، لا یدری من ہو؟ (میزان ص ۲۲۱)
یزید بقیۃ کا اتنا ذہبی، کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہے؟

یزید بن محمد حدیث عن عمر بن عبدالعزیز لا یدری من هو الا فیما (ص ۲۲۱)

یزید بن محمد، عمر بن عبدالعزیز سے حدیث بیان کرتا ہے، معلوم نہیں یہ کون ہے؟

اس میں ایک راوی بقیۃ بھی ہیں جو یزید بن خالد کے شاگرد ہیں مگر دلس ہیں اور یہاں روایت عنقہ (یعنی عن کہ کر) روایت کی ہے جو حجت نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ پہلے میرا خیال تھا کہ بقیۃ مجہولوں سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے لیکن معلوم ہوا کہ وہ شاہیر سے بھی منکر روایتیں کرتا ہے۔

تو حجت ان بقیۃ لا یحدث المناکیب الا عن المجاہیل، فاذا هو یحدث المناکیب عن المشاہیر (میزان ص ۲۲۱)

امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ: شعبہ اور امام مالک وغیرہا سے صحیح احادیث کا سماع کیا ہے

پھر کذاب راویوں کے ذریعے شعبہ اور مالک سے نہیں، مگر "عن" (روایت ہے) کہ کمر ثقف سے ان کو روایت کر ڈالا۔

سمیع من شعبۃ ومالک وغیرہما احادیث مستقیمۃ ثم سمع من اقوام کذا ابن عن شعبۃ و مالک فروی الثقات بالتدلیس ما اخذ عن الضعفاء (میزان الاعتدال ۳۳)

امام ذہبی فرماتے ہیں بہت سے ائمہ کا کہنا ہے کہ وہ مدلس ہے، اس لیے محبت نہیں ہے۔ و قال غیر واحد: کان مدلساً فلیس بحجة (ایضاً)

حضرت زبیر بن ثابت - دوسری روایت حضرت زبیر بن ثابت سے آئی ہے یعنی مذکورہ روایت قال الزیلعی:

قواء ابن عدی فی الکامل فی ترجمۃ احمد بن الفرج عن بقیۃ ثنائیۃ (نصب الراية ۴) امام ذہبی فرماتے ہیں: امام ابن عدی کا ارشاد ہے کہ اسے احمد بن الفرج کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ قابل احتجاج راوی نہیں ہے۔

قال ابن عدی: هذا حديث لا نعرفه الا من حديث احمد هذا وهو من لا يعتم بعد يشه ولكنه يكتب فان الناس مع ضعفه قد احتلوا حديثه (م۳) امام محمد بن عوف طائی نے اس کی تضعیف کی ہے۔

وضعفه محمد بن عوف الطائي (میزان الاعتدال)

احمد بن الفرج محض ہے اور محمد بن عوف بھی محض ہیں، اس لیے وہ ان کے گھر کے بھیدی بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں ساری خلقت سے وہ بڑھ کر کذاب ہے: فقال فيه كذاب وليس عده في حديث بقیۃ اصل هو فيها اكدب خلق الله (الاحادیث الضعیفۃ مدۃ والموضوۃ للالبانی) حضرت ابو ہریرہ - ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آئی ہے کہ قطرہ دو قطرے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں بہتا ہوا خون ہو تو اور بات ہے۔

ليس في القطرة والقطرتين من الدم وضوء الا ان يكون دفاساً لئلا (دارقطنی ۴۵)

امام دارقطنی اس سلسلے کے راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

محمد بن الفضل بن عطیۃ ضعیف وسفیان بن زیاد وحجاج بن نصیر ضعیفان (دارقطنی ۴۵) حافظ ابن حجر عسقلانی کا ارشاد ہے کہ یہ سند حد درجہ کی ضعیف ہے، محمد بن الفضل متروک ہے۔ فاسنادہ ضعیف جداً فيه محمد بن الفضل بن عطیۃ متروک (تلخیص ۴۵)

امام احمد فرماتے ہیں ان کی روایت جھوٹوں کی روایت ہے۔ امام یحییٰ فرماتے ہیں، اس کی حدیث نہیں لکھنا چاہیے، اکثر فرماتے ہیں یہ متروک ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں، لوگوں نے ان سے روایت لینے میں سکوت کیا ہے (یعنی اس سے نہیں لی) امام ابن ابی شیبہ نے اس پر جھوٹ کی تمت لگائی ہے۔ امام غلاس فرماتے ہیں یہ کذاب ہے۔

قال احمد حدیث اهل الكذب وقال يعقوب لا يكتب حديثه وقال غير واحد مترك وقال البخاري سكتوا عنه رماه ابن ابی شیبة بالكذب وقال الغلاس كذاب (میزان ۴)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ان کی منکر روایتیں بہت ہیں۔
قلت ذہبی یروى هذا الرجل کثیرة (میزان ۴)

الغرض امام نووی فرماتے ہیں کہ اس سلسلے کی کوئی بھی روایت صحیح ثابت نہیں ہے (حاشیہ درامیہ) حافظ ابن حجر نے تو یہ کلمہ بیان کیا ہے کہ سبیلین (دونوں شرکاء ہوں) کے علاوہ جو بھی شے ناقض وضو ملتی ہے اس کی آخر تان یہاں اگر ٹوٹتی ہے کہ وہ سبیلین سے بعض نواقض کے خروج کا منظر اور سبب بن سکتے ہیں۔

ولیکن ان یقال ان نواقض الوضوء المعتبرة توجع الی المخرجین فالنزه منظره خروج الريح ولمس المرأة ومن الذکر منظره خروج المذی (فتح الباری ۴۸۱)
یعنی جیسے نیند کہ خروج ریح کا منظر ہے، عورت اور شرکاء کو چھونے سے مذی کے نکلنے کا امکان ہے۔ یعنی سبیلین کے سوا یہاں بھی بات اور کوئی نہیں ہے، سبیلین کی ہے۔

چونکہ حرام ہے۔ چونکہ خون حرام ہے اس لیے ناپاک بھی ہے۔ یہ ان کی دلیل کا دوسرا پہلو ہے مگر یہ پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ کیونکہ جو چیز حرام ہو، ضروری نہیں کہ وہ نجس اور ناپاک بھی ہو ہاں جو چیز نجس ہو تو اسے وہ ضرور حرام بھی ہوتی ہے۔ لیکن خود انسان حرام ہے لیکن ناپاک نہیں ہے (المومن لا ینجس، حدیث)۔ شرک جن کو قرآن نے نجس کہا ہے وہ بھی بایں معنی نجس نہیں ہے جیسے گندگی۔ بلکہ آپ سب جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں آپ کے پاس مسجد نبوی میں مشرکین رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتے رہے۔ ثامہ کو حضور نے خود مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ تام زہریں جو قاتل ہیں، اور تمام منکرات جیسے بھگت اور انیون وغیرہ حرام ہیں مگر ناپاک نہیں ہیں، ریشم کے کپڑے اور سونے کا استعمال حرام ہے مگر وہ ناپاک

ہیں۔ اہم امیر لیا نی لکھتے ہیں۔

وان التحريم لا يلزم النجاسة فان الحثيثة محرمة طاهرة وكل المخدرات
والمسمومات القاتلة لا دليل على نجاستها واما النجاسة فيلزمها التحريم لكل نجس
معوم ولا عكس وذلك لان الحكم في النجاسة هو المنع عن ملاستها على كل حال فالحكم
بنجاسة العين حكومتها بخلاف الحكم بالتحريم فانه يحكم ليس الحريرو والذهب
دهما طاهران ضرورة شرعية واجماعا (سبل السلام شرح بلوغ المرام)

اصل ہر شے کی اباحت اور طہارت ہے، تحریم خلاف اصل ہے، اس لیے یہاں خلاف اصل
ثابت ہوگی الا یہ کہ اس کے لیے کوئی دلیل ہو۔ ورنہ نہیں۔

والحق ان الاصل في الاعيان الطهارة (سبل السلام)

صحیح مسلک۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ،

دم مسفوح (بہتا ہوا خون) حرام ہے، دوسرا خون نہیں، اور حرام ہونے کے باوجود وہ نجس
اور ناپاک یا پلید نہیں ہے، اس سلسلے کے دلائل یہ ہیں۔

خون بہتا رہا نماز جاری رہی۔ البراؤد میں دو پہرے داروں کا ذکر ہے کہ: ایک صحابی نے
پہرہ میں نماز شروع کر دی، دشمن نے تاک کر تیر مارے جن کی وجہ سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے
گواہوں نے نماز جاری رکھی۔

فرماہ بسهم فوضع فيه فنزعه حتى رماه بثلاثة اسهم ثم ركب وسجد ثم انتبه
صاحبه.... فلما رأى المهاجرى ما بالانصارى من الدماء قال سبحان الله الانبتهتني اول
مارى قال كنت في سوقه اتردها فلما احب ان اقطعه (ابوداؤد)

اہم بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ خرمی رجل بسهم فنزعه الدم (بخاری ص ۲۹)

کہتے ہیں اس کے ایک راوی عقیل بن حابر ہیں جو مجهول ہیں۔ مگر امام ابن حبان نے اس کی توثیق
کی ہے اس لیے مجهول العین نہ رہا۔

وعقیل بن جابر قد وثقه ابن حبان وصحح حديثه هو وابن خزيمة والحاكم
فارتفعت جهالته (عون المعبود ص ۲)

مگر ہمارے نزدیک یہ بات رفع جہالت کے لیے کافی نہیں ہے، کیونکہ ابن حبان ہر اس راوی
کی توثیق کرتے ہیں جن کے متعلق جرح و تعدیل ثابت نہ ہو، باقی رہی تصحیح حدیث کی بات، سورہ حدیث

کے راوی کو متزلزم نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرے خارجی قرآن کی بنیاد پر ہو۔
نزعہ اور نماز۔ حضرت حن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: صحابہ جنگوں میں زخمی ہوتے اور نماز میں
پڑھتے رہتے:

ما زال المسلمون یصلون فی جراحاتهم (بخاری ص ۴۱)

حضرت حن بصریؒ تابعی ہیں، صحابہ کے شاگرد ہیں، انھوں نے یہ صحابہ اور تابعین کا تعامل بتلایا ہے۔
ظاہر ہے تیر و سنسن کے زخموں سے خون بھی بہتا ہے۔ اگر ناپاک ہوتا تو ایسی حالت میں نماز
کیوں پڑھتے؟ گویا کہ یہ اجماع سکوتی ہے۔

حضرت عمرؓ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب خنجر لگا تو خون کے فوارے پھوٹ پڑے
مگر جب نماز کا وقت آگیا تو نماز نہ چھوڑی۔

وقد صح ان عمر صلی وجرحه ینعی دما (فتح البخاری ص ۴۱)

ان السویدین محرمہ اخبیۃ قال: دخلت انا وابن عباس علی عمر حین طعن

فقلنا: الصلوۃ فقال: انہ لاحظ لاحد فی الاسلام اضع المصلوۃ فصلی وجرحه

یتعب دما (مصنف عبد الرزاق ص ۴۱)

حضرت مسودہ بن حمزہ اور حضرت ابن عباسؓ حضرت عمرؓ کے پاس اس وقت تشریف لے گئے
جب ان کو نیزہ مارا گیا تھا، تو انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ: نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ برے
جس نے نہانہ گنواہی اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں، پھر انھوں نے نماز پڑھی حالانکہ خون پھوٹ
پھوٹ کر بہ رہا تھا۔ اس وقت اکابر صحابہ موجود تھے۔ عظیم تابعی موجود تھے، بڑے بڑے ائمہ،
صحابہ اور تابعین کی موجودگی میں یہ کیفیت "بے معنی" بات نہیں ہو سکتی۔

آپ کہیں گے کہ یہ تو مجبوری ہوئی؟ حجاب خون جو بھی نکلتا ہے کسی مجبوری کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔

خوشی کس کو ہوتی ہے؟ اور کون خوشی سے بہتا ہے؟

حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ ذبح کیے، مگر خون
گوبر سے وہ ملت پت ہو گئے۔ اقامت ہوئی تو اسی حالت میں نماز پڑھ لی مگر انھیں دھویا نہیں۔

عن ابن سیرین قال: نحو ابن مسعود جزوا فسلطخ بدما وخرثا ثم اتمیت لصلوۃ

فصل ولہ یتوضاء (مصنف عبد الرزاق ص ۴۱) و مصنف ابن ابی شیبۃ

رسول کریمؐ کے عہد میں۔ کوئی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو صحابہ کے واقعات ہوئے؟ گویا اپنی

جگہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں تاہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک عہد کا واقعہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

بئر معونہ کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماء اور قراء صمدیہ کی ایک عظیم جماعت روانہ فرمائی تھی، ایک صحابی کو نیزہ لگتا ہے خون پھوٹ پڑتا ہے وہ اسے اٹھا کر سہرا درمنہ پر لٹا لیتے ہیں۔

عن انس بن مالک یقول لما طعن حوامر بن ملحان دکان خالہ یوم یومہ بمعونہ قال بالدم هكذا ففتح علی وجهہ ورامہ ثم قال فزت ورب الکعبہ (بخاری ص ۵۷۷)

بخاری وغیرہ کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ نے رب سے دعا کی تھی اس لیے اس باجرے کی تفصیل بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دی گئی تھی۔ اور یہ اصول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں کوئی کام کریں اور نہ ہی نازل نہ ہو تو وہ شرعی حجت ہوتا ہے۔ بہر حال سہرا درمنہ پر پاک چیز ہی ملی جاتی ہے۔ ناپاک نہیں۔ اس لیے ثابت ہوا کہ خون دم مسفوح ہو یا غیر دم مسفوح، بہر حال وہ پلید اور ناپاک نہیں ہے۔ پاک ہے۔ ہاں دم مسفوح (خون جاری) حرام ضرور ہے۔ باقی رہا وہ خون جو گوشت کو لگا ہوتا ہے وہ پاک بھی ہے اور حلال بھی۔ دلائل آپ کے سامنے ہیں۔

زمین مرہونہ سے انتفاع

رہن کے بارے میں قرآن حمید کا ارشاد ہے کہ:

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَيْنَ مَقْبُوضَةً (پا۔ بقرہ ۳۹۷)

اور اگر آپ سفر میں ہوں اور کوئی لکھنے والا آپ کو نہ ملے (اور قرض لینا ہو) تو رہن قبضہ میں

لے کر دو (یا قبضہ میں دے کر دو)۔

قرض کے لیے ضروری ہے کہ اس کے لیے تحریری دستاویز اور دو گواہ ہونے چاہئیں۔ چونکہ سفر میں یہ بات مشکل ہوتی ہے اس لیے سفر کا بالخصوص ذکر فرمایا گیا ہے۔ ورنہ حضر میں بھی رہن رکھی جا سکتی ہے (جیسا کہ مدینہ منورہ میں آنے والے رہن رکھی، گویا کہ رہن، تحریر (وثیقہ) اور گواہوں کے تائم مقام شے ہے۔ امام ابن القیم فرماتے ہیں۔

فدل ذلك دلالة بيضاء ان الرهان قائمة مقام الكتاب والشهود، شاهدة

مخبرة بالحق كما يخبر به الكتاب والشهود (اغاثة ص ۴۹)

قرض کے دو پہلو ہیں، ایک لینے والے ضرورت مند کی ضرورت اور حاجت کا تقاضا کہ اس موقع پر اس سے تعاون کیا جائے۔ دوسرے قرض دینے والے کے اطمینان اور حق کی بات کا تقاضا ہے کہ حق محفوظ رہے اور اس سلسلے میں اسے اطمینان حاصل ہو، ورنہ کوئی بھی شخص کسی کے کام آنے کا حوصلہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ اسلام نے سفارش کی کہ ضرورت مند کو قرض صحت و دو اور قرض خواہ سے کہا کہ آپ اپنے اطمینان کے لیے ان سے مناسب ضمانت لے لیں۔ تحریر (وثیقہ) اور دو گواہ یا کوئی شے رہن رکھ لیں۔ اس لیے اس اصول پر بے ساختہ واہ وائل گئی۔

فلا احسن من هذه التصحيحة وهذا الارشاد والتعليم الذي لواخذ به الناس لم يضع في الاكثر حق احد ولم يتمكن البطل من الحجود والنسيان (اغاثة ص ۹)

معلوم ہوا کہ رہن سے غرض قرض کے سلسلے میں ضمانت اور اطمینان حاصل کرنا ہے تاکہ اسے اپنے قرض کی وصولی کے سلسلے میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ نیز کہ اس سے قرض خواہ کچھ کمائے کیونکہ یہ تو رہا اور سود ہے۔ لیکن رہن رکھی ہوئی چیزیں مختلف ہوتی ہیں، بعض وہ ہیں کہ اگر پرٹی رہیں تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا مثلاً زیور ہیں یا سونا اور چاندی۔ اس صورت میں ان سے کسی بھی درجہ میں استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کو استعمال نہ کرے۔

بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں، جن پر مرہن (قرض خواہ جس کے پاس رہن رکھی گئی ہے) کو کچھ ضمانت انجام دینا پڑتی ہیں اور کچھ مصارف بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں، ورنہ شے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے مثلاً جانور ہے یا زمین جیسی چیزیں۔ اس صورت میں اگر مرہن مفوضہ ذمہ داری بجا نہ لائے تو چیز ضائع ہو سکتی ہے۔ اگر وہ خدمات یا مصارف تو مرہن برداشت کرے لیکن حق الخدمت و مل ذکرے تو یہ رہن تو ان کے لیے بلائے جان بن جائے گی اور رہن کے لیے وارے بنائے ہوں گے کیونکہ گھر میں بیٹھے قرض کے علاوہ بھی ان کو وصول ہوتا ہے گا۔ اس لیے شریعت نے اس امر کی گنجائش رکھی ہے کہ وہ مناسب حق الخدمت وصول کر لیا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

سوارى ہے تو خرچہ کے مطابق اس پر سواری کر سکتا ہے اگر دودھ دینے والا جانور ہے تو دودھ نوش کیا جاسکتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یقول

الوہن یرکب بنفقته ویشرب لبن الداء اذا کان مرہوناً (بخاری باب الوہن مرکب والحلب ص ۳۱)

وفی ردایۃ: اذا كانت المداينة مرهونة فعلى الموثق عطفها بمن الدیثوب

الحديث (طحاوی ص ۲۹۹) والدارقطنی ص ۲۰۳

عن الشعبي روى عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الرهن: الدر والنظير موكوب و
محلوب بنفقة (مصنف عبد الرزاق ص ۲۴۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بھی اسی کے مطابق تھا۔

عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال: الرهن موكوب ومحلوب ومعلوف (مصنف عبد الرزاق ص ۲۴۴)
ہاں اگر خرچہ اور حق الخدمت سے زیادہ اس سے زیادہ وصول ہوتا ہے تو اسے قرض سے
وضع ہونا چاہیے۔

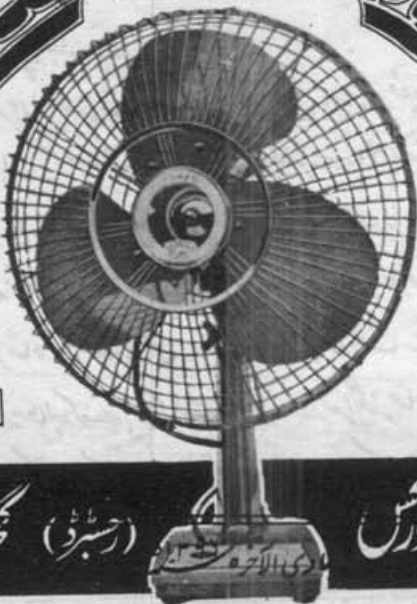
قال طاؤس: في كتاب معاذين جيل: من ارتهن ارضا فهو يبيع ثمرها لصاحب
الرهن، من عام جمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم (مصنف ص ۲۴۵)

حضرت طاؤس کی روایت معاذ سے مرسل ہے۔ ہاں ان کی کتاب سے اخذ کی گئی ہے اس
لیے یقیناً حجت بھی ہے۔

بہر حال اس مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے، اس کے مخالف بھی ہیں اور موافق بھی۔ لیکن
اقم الحدود کا رجحان ان کی طرف ہے جو استغفار بالہ ہون کے قائل ہیں مگر بقدر حق الخدمت و
المصارف اگر زائد ہو تو اسے قرض سے وضع ہونا چاہیے۔ ورنہ وہ رہا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

● فرحت اور تسکین کے لیے ● زیادہ ٹھنڈی ہوا کے لیے ● مضبوطی اور پائیداری کے لیے

پست پیک



○ پیڈسٹل

اور

○ ایگزاسٹ

فون

۳۱۱۲-۳۸۲۳

○ ٹیبل

○ سیلنگ

تار کا پتہ

یونس فینز

مکھڑا (جسٹ) گجرات

یونس میٹل ورکس

قراردادِ مذمت

حرمین شریفین کے اماموں کے حالیہ دورہ پاکستان سے فی الواقع نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ دونوں اماموں نے حفظہما اللہ تعالیٰ۔ واپس آکر وطن عزیز کے متعلق انتہائی اچھے جذبات کا اظہار کیا اور ان شاء اللہ یہ دورے پاک سعودی روابط کے ضمن میں خصوصاً اور اتحاد عالم اسلامی کے سلسلے میں عموماً دور رس نتائج کے حامل ہوں گے۔ لیکن ارض پاک سے موصول ایک خبر کے مطابق ملک کے بعض تنگ فطر اور نا عاقبت اندیش عناصر نے ان مقدس و معزز مہمانوں کے بارے میں یہ ہتک آمیز فتویٰ جاری کیا ہے کہ ان کی اقتدا میں نماز ناجائز ہے اور حرمین لوگوں نے ان کے پیچھے ناز پڑھی ہے ان پر عائدہ واجب ہے۔

مدینہ منورہ میں زیر تعلیم پاکستانی طلباء اس متعصبانہ دریدہ دہنی کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے یہ پزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے فتنہ پرور عناصر اور ان کی پشت پر کار فرما عوامل کا فوراً اور سختی کے ساتھ محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ صرف ان مکرم مہمانوں کی توہین اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو، جو حرمین میں ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں، مجروح کرنے کی مذموم کوشش ہی نہیں ہے بلکہ اس سے سعودی حکومت اور پاکستان کے دیرینہ برادرانہ تعلقات پر بھی نہایت برا اثر پڑ سکتا ہے۔

ایک دوسری اطلاع کے مطابق ایسے ہی بعض نام نہاد مفیوں نے شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تقویۃ الایمان" کو ضبط کرنے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے چشم چراغ اور تحریک جہاد آزادی کے اولین علمبردار شاہ شہید کی یہ مختصر کتاب ترجید اور اتباع سنت کے موضوع پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا مجموعہ ہے اور اس کی ضبطی کا مطالبہ صرف مذہبی تعصبیت نیز شاہ صاحب کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ ہم حکومت پاکستان سے پزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے متعصب اور شرانگیز عناصر کی ان مذموم کوششوں کو فوراً روکا جائے جو مسلمانان پاکستان کے درمیان فرقہ وارانہ تعصبات کو ہوادے کہ ان کے اتحاد کو بارہ بارہ کر دینا چاہتے ہیں۔

(دستخط کنندگان) طلبہ نے مدینہ منورہ میں -

محمد احمد میر پوری (شریعت کالج)	شہداء اللہ ملتانی (معد ثاوی)	یوسف یعقوب (زبان و ادب کالج)
عبد المجید اصلاحي (شعبہ عربی زبان)	قاسم بن عامر (شعبہ عربی زبان)	مسعود عالم (شریعت کالج)
محمد یونس صدیقی (دعوت کالج)	محمد فی (دعوت کالج)	محمد عثمان (دعوت کالج)
عبد المجید ازہر (شریعت کالج)	محمد الیاس (شعبہ عربی زبان)	خالد حیات محمد (قرآن کالج)
عبدالرشید عبدالکیم (شریعت کالج)	عبدالشکور (شریعت کالج)	محمد اسماعیل سواتی (دعوت کالج)
محمد علی جوہر (معد ثاوی)	عبدالرشید (شعبہ عربی زبان)	محمد اشرف (شریعت کالج)
محمد تقی (معد ثاوی)	محمد الیاس بلوچ	حمید اللہ محمد زور
عبد الحکیم	عبدالواحد قاسم	عبدالحمید
عبد الستار بلوچ	عبدالستار حماد	محمد انس
محمد داؤد	عبدالغفار عالم شیر	عبدالغفور الہی بخش
غلام مصطفیٰ	عبدالغفار شریعت	محمد ادریس سلفی
حبیب الرحمن خلیق	احمد اماری خراسانی	محمد اسحاق
محبوب	عبد السميع عبدالغفور	رفیق احمد مفتی رشید احمد
خلیق احمد مفتی رشید احمد	عبد اللہ	خالد محمد
عطا محمد	عبدالقدوس آصف	عبد اللہ
محمد احمد سندھی	محمد اسحق بلوچ	سہیل حسن
صیاد اختر سعید	نہیر احمد	لباقت علی
شہاب الدین	محمد شرف	قاری محمد حسین منور
سید محمد فاروق	حافظ محمد اسلم	عبد السميع
محمد اسلم صدیقی	عبدالغفور اسحاق عبید الحق	محمد اللہ عبدالقادر
محمد صدیق الحسن	عبدالعزیز بن محمد	عبد المجید مظاہری
		شیر محمد
		محمد اسماعیل

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ

ضرور دیں۔

تذکرہ مشاہیر

سید ابوبکر غزنویؒ شخصیت اور بادیں

مولانا ابوبکر غزنوی کا شمار موجودہ دور کے ان علما اور دانشوروں میں ہوتا تھا جن کی نظر مسائل کے فطری پہلو کے ساتھ علمی پہلو پر بھی ہوتی ہے اور جو دینی مصلحتوں سے آگاہ ہیں۔ ہر چند اس دور میں علما کی کمی نہیں اور جدید اصطلاحی دانشوروں کی قلت کا احساس بھی نہیں ہوتا لیکن ایسے حضرات کی ہمیشہ کمی رہی ہے اور اب تو قحط کی سی کیفیت ہے جو علم و فضل کے ساتھ نکتہ رس طبیعت بھی رکھتے ہوں اور بہر بات کی تہہ تک پہنچ جانا ان کے لیے آسان ہو، اللہ تعالیٰ نے سید موصوف کو جہاں علم و فضل اور کردار و عمل کی خوبیوں سے نوازا تھا اور صاف ستھرا اور اُجلا ادنیٰ ذوق بشتا تھا وہاں نکتہ رس طبیعت بھی عطا کی تھی جس کی بدولت وہ بہت جلد ایک خاص مقام پر فائز ہو گئے اور خدمت دین اور خدمت خلق کے جذبہ سے بقیاب رہنے لگے۔ — واضح رہے کہ ان کے فضل و کمال سے ملک و قوم نے استفادے کا آغاز ہی کیا تھا کہ ان کی شمع حیات لو دے گئی اور اس دیار میں دامی اجل نے ان کو آن پکارا جس کی دانش و تہذیب کے جلوے ان کی نگاہ کو کبھی خیرہ نہ کر سکے تھے اور جن کی معریت کو ختم کرنا انھوں نے اپنا مقصد حیات بنالیا تھا۔

پروفیسر موصوف بر غلیم پاک و بھارت کے ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو اپنے علمی، عملی اور اصلاحی کارناموں کی بدولت منفرد و متمایز حیثیت رکھتا ہے اور جس کی دینی و سیاسی خدمات اس سر زمین میں مسلمانوں کی تاریخ کا ایک زریں باب ہیں۔ اس خطہ ارضی میں ان کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی اپنے عہد کے ایک جید عالم دین اور بلند پایہ مصلح قوم تھے۔ ان کے جد امجد حضرت مولانا عبدالحیاء غزنوی اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے وقت کے امام مانے جاتے تھے اور لوگ بلا امتیاز عقیدہ و مسلک ان کا احترام کرتے تھے۔ ان کے والد ماجد مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی علمی و سیاسی زندگی کا حال مولانا ظفر علی خاں نے اپنے مخصوص انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو
اسلام کا دفا میں ملو غسرو نوی
رحبت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومات میں محمود غزنوی

پھر سب سے بڑھ کر مولانا سید ابوبکر غزنوی خود ایک ثقہ عالم دین تھے، نمکتہ رس طبیعت پائی تھی۔
اور دین کے مزاج شناس تھے۔ ظاہر ہے جس شخص کی ذات میں اتنی خوبیاں جمع ہو جائیں۔
علم دین کے گھرنے میں ان کی پیدائش ہوئی ہو، علم دین کے ماسول میں اس نے آنکھیں کھولی ہوں۔
علم دین کے زیر تربیت پر دان چڑھا ہو اور پھر علم دین نے اپنی رفاقت و خدمت کے لیے اسے چن لیا
ہو اس کے فضل و کمال کا کیا عالم ہوگا اور کیسے کیسے نیک اور اعلیٰ جذبات اس کے ننان خانہ دل میں
کر وٹیں لیتے ہوں گے۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی فطرتاً علم دوست، مطالعہ پسند اور کم آمیز قسم کے آدمی تھے۔ جن لوگوں
نے ان کا بچپن دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کتاب و مطالعہ سے ان کا کتنا گہرا دلی تعلق تھا۔ ابھی ان
کا ابتدائی تعلیمی زمانہ ہی تھا کہ ان کا کتاب سے شغف اور مطالعہ کا شوق دیکھ کر بیخیال پیدا ہوتا تھا
۵۔ ابھی سے شوجیاں ان کی بلا میں لیتی ہیں
جو کہیں سے قیامت شباب کیا ہوگا!

چینیاوائی مسجد کا ماحول ہوتا تھا اور سید ابوبکر غزنوی اور کتاب ہوتی تھی۔ اگرچہ وہ اردو، فارسی،
اور انگریزی زبان پر بھی پوری دسترس رکھتے تھے اور ان زبانوں میں بھی انھیں اہل زبان کی کسی
مہارت حاصل تھی تاہم عربی زبان نے کئی دجوں سے اپنی محبت کا اسیر اور اپنے دام و فکاں خیر
بنا لیا تھا اور اس میں انھوں نے خاص قابلیت و استعداد ہم پہنچائی تھی۔ بچپن ہی میں عربی سے
ان کے ربط و علاقہ کا یہ علم تھا کہ اہل زبان کو اپنی زبان دانی سے متاثر کرنے اور داد و انعام پانے
لگے تھے۔ پھر جب انھوں نے پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے عربی کا امتحان دیا تو صوبہ بھر میں اول
رہے۔ اس طرح محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دین کے اصل مافذ کی زبان سے محبت
کا حق ادا کر دیا۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز اسلامیا کالج ریلوے روڈ میں عربی کے
لیکچرر کی حیثیت سے کیا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اسلامیا کالج سول لائنز کو ڈگری کالج کی حیثیت

حاصل ہو گئی تو موصوف شعبہ عربی کے مدیرین کروہاں منتقل ہو گئے۔ اس زمانے میں یونیورسٹی امرٹیل کالج میں عربی کے خصوصی لیکچر بھی دیتے تھے۔ اس کے بعد جلد ہی انجینیئرنگ یونیورسٹی لاہور نے اپنے دروازے ان پر کھول دیے اور وہ شعبہ اسلامیات کے صدر کی حیثیت سے وہاں اٹھ گئے یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انجینیئرنگ یونیورسٹی میں ان کے تقرر سے پہلے بعض تعلیمی حلقوں میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ آیا فنی درس گاہوں میں اسلامی تعلیمات کا شعبہ ہونا بھی چاہیے یا نہیں اور کچھ لوگ سرے سے اس کے مخالف تھے کہ کسی فنی درس گاہ میں اسلامیات کا شعبہ کھولا جائے لیکن پروفیسر البکر غزنوی نے ایک فنی درس گاہ کے طلبہ کے لیے اسلامیات کا ایسا نصاب مرتب کیا اور اس انداز سے پڑھائی شروع کی کہ تعلیمی حلقے حیران رہ گئے اور معلوم ہوا کہ اسلامیات کا مطالعہ فنی طالب علموں کے لیے بھی اسی قدر ضروری اور آسان ہے جس قدر آرٹس کے طلبہ کے لیے ضروری اور سہل ہے۔ اس کے بعد بہاولپور یونیورسٹی میں داتس چانسلر کے طور پر ان کا تقرر ہوا اور ابھی وہ یونیورسٹی کی اصلاح و ترقی کے پروگراموں پر عمل کر رہے تھے اور یونیورسٹی کا معیار بلند ہو رہا تھا کہ موت آگئی اور وہ اللہ کو عزیز ہو گئے۔

مولانا سید البکر غزنوی کی ذات متعدد اوصاف فاضلہ کا مجموعہ تھی، وسعت مطالعہ اور معلومات کی فراوانی نے جہاں ان کے اندر صحت مند تنقید و تقریظ کا ملکہ راسخ پیدا کر دیا تھا وہاں بعض مسائل میں پراعتماد و محقق کی طرح اپنی انفرادی رائے بھی رکھتے تھے۔ وسعت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ ابھی بیگل کا فلسفہ اور مارکس کی معاشیات پر گفتگو ہو رہی ہے اور ایسے مضبوط دلائل کے ساتھ دونوں کے نظریات کی تردید کر رہے ہیں کہ مقولات و منقولات کا دفتر کھلا ہوا ہے اور معائنہ و حدیث اور فقہ کے مسائل پر پوچھنے لگے ہیں اور ابن کثیر، زمخشری اور رازی کے حوالے دے رہے ہیں اور امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کے ارشادات پیش کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اسلامیات ہند کی مذہبی، معاشرتی اور سیاسی و معاشی زندگی موضوع گفتگو بن رہی ہے اور شاہد کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی سنی سنیائی بات نہیں ہو رہی بلکہ گہرا مطالعہ ہے جو بول رہا ہے اور علم کی گرہیں کھول رہا ہے۔

آج کل ہمارے ہاں حدیث اور سیرت و تاریخ کے واقعات کے بیان میں جس طرح بے احتیاطی کا نظا ہو گیا جاتا ہے وہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ سید البکر غزنوی اس بے احتیاطی اور اس کے نتائج سے کما حقہ آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ اس کے پس پردہ اسلام دشمنوں کی سازش

کارفرما ہمسایے وہ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو پوری تحقیق اور چھان بین کے بعد واجب سیرت و تاریخ کا کوئی واقعہ ان کی زبان پر آتا تو پوری صحت اور تاریخی یقین کے ساتھ ادا ہوتا تھا۔

سید موصوف کے خاندان کا انفرادی اور امتیازی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے بدعت و ضلالت کے خلاف ایک محاذ قائم کیا اور اپنے علم و فضل اور کردار و عمل سے دینِ خالص کی تبلیغ مجاہدانہ انداز سے کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ سید ابوبکر غزنوی بھی اپنی خاندانی روایت پر عمل پیرا رہے اور اسلام کے گہرے مطالعے کا تقاضا بھی ان سے یہی تھا لیکن انھوں نے اس سلسلہ میں جو طریق کار اختیار کیا اور فتنی تقاضوں کے تحت جس مادۂ اعتدال پر کامزن رہے اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے انتقال کے بعد لوگ یہ سوچنے لگے کہ موصوف کیا مسلک رکھتے تھے اور مسلمانوں کے کس مکتب فکر کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے تھے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کی تقریروں اور تحریروں میں اگر محبت و اخوت کی باتیں، محبت و اخوت کی داستانیں اور محبت و اخوت کے محاسن کا بیان ہوتا تھا تو اس لیے نہیں کہ انھوں نے اپنا وہ آباگئی مسلک چھوڑ دیا تھا جسے وہ اپنے عمیق اور گہرے اسلامی مطالعہ کے بعد حق سمجھتے تھے بلکہ یہ اس لیے تھا کہ مسلمانوں کی زبوں حالی اور کمزورتی وادبار کا علاج اس دور میں ان کے نزدیک یہی تھا کہ مسلمان پھر سے محبت و اخوت کے رشتے میں منسلک ہو جائیں اور لائفرقہ پر عمل پیرا ہو کر اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال ہو جائیں وگرنہ جہاں تک ان کے مسلک کا تعلق تھا وہ ان کی تقریروں تحریروں اور ان کی گفتگو کے دوران دلائل وحوالہ جات سے دیکھا جاسکتا تھا کہ خدا تعالیٰ اور رسول اور صحابہ کرام کے بعد کن لوگوں کو قابل استناد سمجھتے تھے اور اپنی باتوں کو ان کے ارشادات و ملفوظات سے آراستہ کرتے تھے۔ اہم احمد بن حنبل، اہم ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، علامہ ابن کثیر اور شاہ ولی اللہ وغیرہم حضرات کے علمی مباحث سے ان کا خصوصی تعلق تھا اور زیادہ تر مسائل میں انہی حضرات کی کاوشوں سے متاثر تھے۔

سید ابوبکر غزنوی کے نمایاں اوصاف میں سے ایک نمایاں وصف یہ تھا کہ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں نمود و نمائش کو سخت ناپسند کرتے تھے اور ان اجردی الاعلیٰ اللہ کی راہ پر کامزن رہنا ہی اسلام کی صحیح خدمت سمجھتے تھے۔ علما وحق اور پاکستان کی ممتاز علمی شخصیتوں سے ان کو خصوصی محبت تھی اور ان کی محفل میں بیٹھنا اور مسائل شرعیہ کے سلسلہ میں ان سے رابطہ رکھنا ان کے لیے باعث افتخار تھا۔ علم و مطالعہ کی وسعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خود داری اور اعتماد کی دولت

بے پایاں بھی ان کے لیے اڑناں کر دی تھی۔ چنانچہ جب وہ کسی مسئلے پر تقریر کرتے یا اسے جیلٹہ تحریر میں لاتے تو یہ دونوں خوب ظاہر ہوتیں اور ایسا محسوس ہوتا کہ بولنے یا لکھنے کے ساتھ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں۔

ع مستند ہے میرا فرمایا ہوا

پروفیسر سید ابوبکر غزنوی ایک ویسیرج سکالر ہونے کی حیثیت سے اگرچہ جلوت سے زیادہ علوت واقع ہوئے تھے لیکن جب جلوت میں ہوتے تو علمی موتی بکھیرنا اور اہل محفل کی فکری و علمی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ دینا ان کے پیش نظر رہتا تھا تاہم بروست و خشکی کا سایہ بھی ان پر نہیں پڑا تھا۔ شائستہ لطائف و ظرائف سے محظوظ ہونا اور دوسروں کو محظوظ کرنا بھی انھیں خوب آتا تھا لیکن ہلکی باتوں سے نفور رہتے تھے۔

سید ابوبکر غزنوی ایسے لطیف الطبع اور نفاست پسند انسان واقع ہوئے تھے کہ ان کو دیکھ کر ان کی محفل میں بیٹھنے اور ان کی گفتگو سننے کا شوق دل میں پیدا ہوتا تھا۔ اسلام نے جس اعلیٰ درجے کی طہارت و پاکیزگی کی تعلیم اپنے ماننے والوں کو دی ہے موصوف اس کا عملی نمونہ تھے۔ چنانچہ لندن میں حادثہ پیش آنے کے بعد جب وہ ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں تو سب سے زیادہ جس بات کی طرف ان کی توجہ رہی ہے وہ یہی طہارت و پاکیزگی ہے۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل انھوں نے اپنے اس ذہنی کرب اور دلی تکلیف کا اظہار بھی کیا تھا کہ وہ اس حالت میں طہارت و پاکیزگی کا وہ معیار قائم نہیں رکھ سکتے جس کے وہ عادی ہیں اور جسے قائم رکھنا ان کے نزدیک از بس ضروری ہے۔

آج مولانا سید ابوبکر غزنوی بنفہ نفیس ہم میں موجود نہیں اور حیات فانی کی دیوار پھلا گئے ہیں لیکن ان کے علمی و ادبی کارنامے ایک حد تک محفوظ ہیں جن سے بہت کچھ استفادہ کیا جاسکتا ہے اور قلب و نظر کو روشنی کا سامان بہم پہنچایا جاسکتا ہے۔ وفات سے چند ماہ قبل انھوں نے اپنے والد گرامی مولانا سید محمد دائود غزنوی پر "سیدی دانی" کے نام سے ایک کتاب مرتب کر کے شائع کی تھی۔ اس میں "سیدی دانی" کے عنوان سے ان کا اپنا مضمون علم و ادب کے حین امتزاج کا نمونہ ہے اس کے علاوہ ملکی اخبارات خصوصاً نوائے وقت میں مختلف موضوعات پر ان کے شائع ہونے والے مضامین، حال ہی میں منعقد ہونے والی سیرت کانگریس میں مقالہ اور شام ہمدرد میں کی جانے والی تقریروں سے آج بھی بہت سے علمی و ادبی جواہر حاصل کیے جاسکتے ہیں اور سید ابوبکر غزنوی کی سیرت و زندگی کی جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔

Regd. L. No. 7895

Editorial Council : 352897
Phones : Administration : 354250
Sub Office : 54873



سول ڈسٹری بیوٹرز

برائے لاہور



محمد ابراہیم اینڈ کمپنی

(۱۹۵۳) لمیٹڈ

۴۵ شاہراہ قائد اعظم، لاہور

فون ۶۲۶۵۱-۶۲